

﴿﴾ حمدہ تعالیٰ یہ مبارک رسالہ کاشف شبہات دیوبندیہ، قاطع عذرات نجدیہ، جس میں کمال متانت سے احقاق حق و رد باطل فرمایا ہے، اللہ بنظر انصاف دیکھئے کہ حق آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور جو نہ دیکھے یا بے انصافی برتے تو حجت الہیہ قائم ہو چکی حساب واحد قہار کے یہاں ہے ﴿﴾

مسمیٰ بنام تاریخی

الموت الاحمر

علیٰ کل انفس اکفر ۱۳۳۷ھ

ملقب بلقب تاریخی

ہشتاد و سید و بند بر مکاری دیوبند ۱۳۳۷ھ

یعنی کفریات و ہابیہ و بیانیہ پر دلائل و براہین کی

اسی لائحہ

تصنیف لطیف

علامہ دہر فہامہ، عصر حضور پر نور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج شاہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری بریلوی قدس سرہ العزیز

ترتیب جدید

حضرت مفتی محمد عبدالرحیم شترقاروتی، معاون ناظم، جامعۃ الرضا، مرکز نگر بریلی شریف

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۵	تقدیم.....	۱
۷	امضائے نامہ اول مصطفوی.....	۲
۱۲	امضائے نامہ دوم مصطفوی بنام تھانوی.....	۳
۱۷	امضائے نامہ سوم مصطفوی بنام تھانوی.....	۴
-	بحث اول تکفیر گنگوہی	-
۱۹	وہابیہ ملاعنہ کے اقوال کفریہ.....	۵
۲۲	اولاً موضوع بحث اور ثانیاً، ثالثاً، رابعاً، خامساً، ساو سارو.....	۷
۲۴	حضور ﷺ پر صبح و شام امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں.....	۸
۲۶	علم عطائی بھی ”شُرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے؟“.....	۹
۲۸	حضور ﷺ کے علم کا معتقد ”شُرک“ میں ابو جہل کے برابر.....	۱۰
۳۰	گنگوہی کے یہاں تقویۃ الایمان کے سارے مسائل صحیح ہیں.....	۱۱
۳۱	علم عطائی کا قائل بھی مشرک ہے.....	۱۲
۳۳	گنگوہی کی عبارت امکان شرکت خدا کی مظہر.....	۱۳
۳۵	بے اصل عبارت سے عوام کو فریب دہی کی کوشش.....	۱۴
۳۶	گنگوہی کا خود اپنی ہی عبارت سے مشرک ہونا.....	۱۵
۳۷	غیر خدا کونہ مانو! مگر شیطان وہابیہ کے یہاں عین خدا ہے.....	۱۶
۳۸	وہابیہ سے سوال کہ کیا حضور ﷺ کو علم ذاتی تھا؟.....	۱۷
۴۱	خاتم النبیین کے معانی نانوتوی کی زبانی.....	۱۸

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
-	بحث دوم تکفیر نانوئی	-
۱۹	شان رسالت پناہ میں صریح گستاخیاں.....	۴۲
۲۰	ختم نبوت بمعنی معروض کو تا خرزمانی لازم ہے.....	۴۳
۲۱	حضور ﷺ کا خاتم بمعنی آخر الانبیاء ہونا جہلاء کا خیال ہے.....	۴۵
۲۲	دیوبندیہذیانات و کفریات کے انبار.....	۴۶
-	بحث سوم تکفیر فقہی اسماعیل دہلوی	-
۲۳	مقدمہ ۱/۲ تا ویل کے اقسام.....	۴۹
۲۴	مقدمہ ۵/۵ دیوبندیوں کی تکفیر کس مذہب پر ہے.....	۵۱
۲۵	متعین و متبیین کے روشن مباحث.....	۵۳
۲۶	فاضل بریلوی پر دیوبندیوں کے افتراءات.....	۵۷
۲۷	تھانوی کا خود کو خارج از اسلام تسلیم کرنا.....	۶۱
۲۸	وہابیہ کا کفر بکتے بکتے تکفیر سنتے سنتے ہو جانا.....	۶۴
۲۹	تھانوی کی براہ تجاہل عارفانہ فرار کی کوشش.....	۶۶
۳۰	تذیل جلیل: تناقضات کی بہاریں.....	۶۸
۳۱	گنگوہی کا شاہ ولی اللہ و امداد اللہ صاحب کو مشرک ٹھہرانا.....	۶۹
۳۲	وہابیہ کا اپنوں کے کام اور اپنوں کے نام سے صرف نظر.....	۷۰
۳۳	حضور ﷺ کو مشکل کشا کہنا مباح لیکن دافع البلاء کہنا گمراہی.....	۷۳
۳۴	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا حضور ﷺ کو دافع البلاء کہنا.....	۷۵
۳۵	محمود الحسن دیوبندی کی سچ فہمی.....	۷۷
۳۶	تھانوی سے ۸۰ ردّ قاہر کے جوابات کا مطالبہ.....	۷۹

تقديم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى صدق وعده ونصر عبده واعز جنده وهزم
 الا حزاب وحده وكان حقا علينا نصر المؤمنين و افضل الصلاة و
 اكمل السلام على من ايدنا على عدونا فاصبحنا ظاهرين صلى الله عليه
 وسلم وعلى آله وصحبه وابنه وحزبه اجمعين ابدالا بدين امين.
 حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے ہمیں حق پر کیا اور حق کو غلبہ دیا بحمد اللہ تعالیٰ
 چالیس ۴۰ سال سے زائد ہوئے کہ آستانہ رضویہ سے وہابیہ و دیوبندیہ پر الہی مار،
 محمدی وار پڑ رہے ہیں اور انکے اکابر کچھ مر گئے کچھ سسک رہے ہیں اور جواب ناممکن
 وما یبدئ الباطل وما یعید۔ گنگوہی صاحب و نانوتوی صاحب دونوں مناظرے
 سے صاف استعفادے چکے مگر اذنا بمرے پیچھے پکار کئے جاتے ہیں اور جہاں کوئی
 سامنے آیا منہ چھپاتے ہیں۔

جناب تھانوی صاحب کے ان نادان دوستوں کی مرضی نہیں کہ کسی طرح
 تھانوی صاحب کی چین سے کٹے وہ پیچارے ہیبت کے مارے خاموش روپوش اور
 یہ چاری لگائے جاتے ہیں ہر بار منہ کی کھاتے ہیں مگر مکر و کید سے باز کب آتے ہیں
 اب ایک مدت سے تھانوی صاحب گھر کے کونے میں کچھ چین سے بیٹھے اگلے واردن
 سے سرسہلار ہے تھے کہ اذنا ب نے پھر دبا یا ذی الحجہ گزشتہ میں تھانوی ہمت کو ایک
 لونڈے کا لباس پہنا کر اس خوش کن بھیس میں آستانہ عالیہ پر حاضر کیا جس نے بہت
 کچھ طلب تحقیق کی چھب دکھائی براہین قاطعہ گنگوہی صاحب کا وہ شیطان والا قول

سکر بے تکان کہا کہ یہ اسلام سے کوسوں دور ہے جب براہین میں دیکھائیے کی سانس نیچے اور اوپر کی اوپر تھی اسے غور کی ہدایت فرمائی گئی اور یہ کہ آستانہ پر حاضر ہوا کرو تمہارا کرایہ دیا جائے گا۔

ایک مدت کے بعد ۱/ محرم کو مراد آباد و مدرسہ شاہی مسجد سے ایک خط ۶/ کا لکھا آیا جس میں اس شیطان والے قول کا تو کچھ تذکرہ نہیں جاہلانہ دوشنبے دکھائے ”المعتمد المستند شریف“ میں ارشاد ہوا ہے کہ اور نبوت کا محض امکان ذاتی ماننے پر کافر نہ کہیں گے ہاں خاتم النبیین دو ہونا محال بالذات ہے یعنی جس کے سبب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل محال بالذات ہے، ایک شبہ اس پر تھا کہ اس مسئلہ پر دیوبندیوں کی کیوں تکفیر کی گئی، دوسرا شبہ جناب اسماعیل صاحب دہلوی کی تکفیر فقہی پر جس پر سارے کے سارے دیوبندی نالاں ہیں کہ ہائے توابع کو امام سے چھڑا لیا ان کی قطعی تکفیر کی اسے فقہاً کافر بتایا۔

بحکم حدیث ”المؤمن غر کریم“ خیال ہوا کہ شاید واقعی تحقیق طلب ہو فوراً ۸/ محرم کو فاضل نوجوان استاذی و ملاذی جناب مولانا مولوی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری ادامہ اللہ تعالیٰ بالفیض المعنوی والصوری نے یہ جواب امضا فرمایا۔

۱۔ خط اول تھا نوی صاحب باطنی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں حضور سے رخصت ہو کر بخیریت تمام مراد آباد پہنچا حضور کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضور کی تصانیف کا مطالعہ شروع کر دیا المعتقد صاحب زدے صاحب سے لے آیا تھا اور دیگر کتب مثل حسام الحرمین اور الکوکب شہابیہ وغیرہما کے یہاں کے بعض متعارفین سے دستیاب ہوئیں الحمد للہ ان کتب مذکورہ کے مطالعہ سے عجیب عجیب مضامین پر عبور ہوا اور بعض مقام پر حضور کا اور اہل دیوبند کا اتفاق پایا مثلاً خاتم النبیین کی بحث کرتے ہوئے اہل دیوبند نے امکان ذاتی کا ثبوت دیا ہے اور حضور نے بھی امکان ذاتی ہی کے جواز کی تصریح کی ہے چنانچہ حاشیہ صفحہ ۱۰۹ سطر ۱۲ پر شاہد ہے اب فرمائیے آپ میں اور اہل دیوبند میں کیا فرق ہے عبارت یہ ہے اما الذاتی فلا یحتمل الا کفار اس تصریح کے بعد آپ میں اور دیوبندیوں میں کچھ خلاف باقی نہیں رہتا یعنی امکان وقوعی نہ جناب کے ہاں درست نہ دیوبندی کے ہاں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امضائے نامہ اول مصطفوی

(۱) آپ کا خط آیا آپ نے ”براہین“ کی عبارت دیکھنے سے پہلے یہ تسلیم کیا تھا کہ شرک میں تفریق نہیں ہو سکتی جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو جس کسی کیلئے ثابت کی جائے گی شرک ہی ہوگی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا اور اس پر آپ کو بتایا گیا تھا کہ براہین میں جس علم کا نبی ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک خالص کہا جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں خود اس علم کو ابلیس کے لئے ثابت مانا آپ نے کہا ایسا ہے تو اسلام سے کوسوں دور ہے اس پر آپ کو کتاب براہین دکھادی گئی اب دیکھنے کے بعد آپ کا وہ ایمان کہ یہ اسلام سے کوسوں دور ہے براہین والے کے لئے اس جوش پر نظر نہ آیا جس پر آپ کو غور کی ہدایت کی گئی خیال تھا کہ اس کافی مدت میں غور کر لیا ہوگا اور اللہ انصاف ایسی غور کی بات بھی کیا تھی کیا کوئی مسلمان گمان کر سکتا ہے کہ اللہ کا شریک ہونا ایک مخلوق سے منافی اور دوسرے کیلئے ثابت ہو اور وہ بھی اس اندھی تفریق سے کہ اتنا عظیم مرتبہ کہ خدا کی صفت خاصہ میں شریک ہونا نبی ﷺ سے تو زائل اور ابلیس کو حاصل تلک اذن قسمة ضیزی۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اور امکان ذاتی کے آپ بھی قائل جیسا کہ دیوبندی قائل ہیں پس اس صورت میں میری ناقص فہم یہ نہیں آتا کہ اس مسئلہ پر دیوبندیوں کی اس شذوذ سے کیوں تکفیر کی گئی جبکہ حضور بھی انھیں کے ہم نوا معلوم ہوتے ہیں، پنجشنبہ گزشتہ کو قصد کیا تھا کہ بریلی حاضر ہو کر حضور کی زیارت اور قدمبوسی بھی کر لوں اور اس شک کو بھی زائل کروں لیکن نامساعدت روزگار اور ناموافقت بخت برگشتہ مانع رہی، اسباب سفر مہیا نہ کر سکا حتیٰ کہ ایک طرف کا بھی کرایہ نہ ملا مجبوراً اس شک کو بذریعہ تحریر کے حضور تک پہنچایا اور اللو کب شہابیہ کے مطالعہ نے تو نہایت ہی خلجان اور اضطراب اور وحشت طبیعت میں پیدا کر دی اس وقت سے بیحد افسوس ہے دیکھئے اب کیا مقدر میں ہے اس طرف طلب حق ہر وقت بچپن بنائے رکھتی ہے اس طرف اسکے مطالعہ نے بہت ہی برا اثر قلب پر ڈالا وہ مضمون جس نے طبیعت کو متوحش بنا دیا یہ ہے آپ نے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کو جھوٹا کہے اور اسکے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب و شتم دے وہ شخص باجماع امت کافر اور مرتد اور بددین ہے اور جمیع فقہاء کرام کا یہی مذہب ہے اور جو اسکے کافر کہنے سے زبان روکے یا شک (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مگر آپ کے خط میں اسکا کچھ ذکر نہیں یہ اگر اس بنا پر ہے کہ واقعی آپ حق سمجھ لئے اور اسی ابتدائی جوش ایمان پر قائم ہو گئے اور جان لیا کہ واقعی براہین والا اور حرف بحرف اسکی تصدیق کرنے والا اور انکے موافقین و متبعین نے شیطان لعین کو اللہ تعالیٰ کا شریک مانا اور یہ سب مشرک و شیطان پرست ہوئے ایسے شرک سے مشرک جس میں باقرار براہین کوئی حصہ ایمان کا نہیں تو صاف فرما دیجئے معلوم ہو جائے گا کہ بجمہ تعالیٰ کفر دیوبندیان میں آپ کا شبہ منکشف ہو گیا آپ بھی سمجھ لئے کہ وہ لوگ مسلمان نہیں اور اگر ایسا نہیں تو آپ کو اسی امر دائر کی تکمیل کرنی تھی جو انصافاً طالب حق کے لئے تمام ہو چکا تھا کہ کبریٰ مسلمہ اور صغریٰ معاینہ پھر انکار نتیجہ کیا معنی اسکے بعد انکے اور کفروں میں بحث طالب حق کے مقصود سے زائد تھی کہ بفرض غلطی اوروں میں تاویل ممکن ہو تو وہ تو مسلم کے کلام میں ہوتی ہے کہ اس پر کفر نہ آنے پائے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کرے وہ بھی کافر ہے اور یہ بھی آپ کو یقیناً معلوم ہے کہ اس شخص نے ضرور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو گالیاں دیں چنانچہ آپ مکرر قسمیں کھا کھا کر اپنے کلام کو موکد فرما رہے ہیں حضور پھر بھی کف لسان کرتے ہیں اور اسکے کافر کہنے سے زبان کو روکتے ہیں اب فرمائیے آپ کیا ہوئے نعوذ باللہ من هذه الفواحش اور یہی آپ کا مختار اور مرضی اور مفتی ہے اور اسی پر حضور کا فتویٰ ہے میری فہم ناقص کا قصور ہے یا کاتب کی مساحت سے ایسا ہوا ایسی خش غلطی حضور کی طرف منسوب نہیں کر سکتا ادب اور حسن عقیدت مالع ہے جب سے یہ شک پیدا ہوا ہے غایت درجہ طبیعت پریشان ہے میں آپ کے خصائل حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے امید کرتا ہوں اور منتظر ہوں کہ حضور ضرور میرے حال پر کرم و عنایت فرماتے ہوئے جواب باصواب سے مطلع فرمائیں گے جو میری دفع پریشانی کا سبب ہے اور مجھے مشکوریت کا موقع ہے مسموع ہوا تھا کہ حضور کے فتاوے زیر طبع ہیں اگر طبع ہو چکے ہوں تو مطلع فرمائیں اور قیمت بھی تحریر فرمائیے فقط والسلام مع الاکرام۔

تنبیہ: دیوبندیوں پر اپنے معبود کا کذب و امان کر جھوٹ بھکنا فرض ہو گیا ہے کہ اگر ان سے بھی صرف ممکن ہی ہو واقع نہ ہو تو معبود و عابد برابر ہو جائیں لہذا بے وجہ بھی جھوٹ بکتے ہیں اس خط میں جو کو کتبہ شہابیہ کی نسبت لکھا کہ اس میں تحریر فرمایا ہے (الی قولہ) یا شک کرے وہ بھی کافر ہے محض جھوٹ ہے کو کتبہ شہابیہ میں ان باتوں کا نشان نہیں ۱۲۔

تنبیہ: دیوبندیوں کی لیاقت ملاحظہ ہو خط میں دو جگہ کتاب مستطاب الکوبۃ الشہابیہ کا نام لیا دونوں جگہ ”الکوب شہابیہ“ لکھا اس بے تمیزی کی حد ہے کتاب کا نام تک لینا نہیں آتا اور مطلب سمجھنے کا زعم پھر اس سخت بے تمیزی کا کیا گلہ کہ ”حضور نے بھی امکان ذاتی کے جواز کی تصریح کی ہے ۱۲۔ اے

۱۔ یہ دونوں شبہات غالباً حضرت مولانا محمد صاحب اعظمی نور اللہ مرقدہ کے ہیں ۱۲/۱۲ فاروقی

جس پر کفر آچکا اس کے لئے تاویل کس غرض سے۔

میرا حق تھا کہ طلب حق کی اسی قدر یاد دہانی کر دوں جس کی بنا پر آپ کو اذن تھا ورنہ مکرو فریب کرنے والے مان کر مکر کرنے والے بات بدلنے والے چلنے بچلنے والے اور بہت ہیں جن کو منہ نہیں لگایا جاتا مگر قبل تنبیہ عدم تنبیہ کو سادگی سمجھ کر جواب مرقوم آئندہ بعد تنبیہ بھی تنبیہ نہ ہوا تو یہ طلب تحقیق کا پردہ کھول دیگا استحوذ علیہم کا عوض کما فعل با شیا عہم حدیث میں کلبہ بنی اسرائیل کا حال ارشاد ہو چکا اور جناب تھانوی صاحب کو اس کی تذکیر کر دی گئی ہے واللہ الہادی۔

(۲) آپ نے کہاں دیکھا کہ یہاں مجرد امکان ذاتی ماننے پر دیوبندیہ کی تکفیر کی گئی تکفیر اس پر ہے کہ خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین جاننا جاہلوں کا خیال ہے اس میں کوئی فضیلت نہیں یہ مقام مدح میں ذکر کے قابل نہیں حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی اگر کوئی نبی مانا جائے تو خاتمیت میں خلل نہیں۔

(۳) یہ شبہ واضطراب آپ کا اپنا نہیں کبرائے مکملین کو آڑے آیا اور انہوں نے براہ مکر یہ سمجھ کر کہ وہ جس کے حافظ اللہ و رسول ہیں جل وعلا و ﷺ معاذ اللہ ان کے دھوکے میں آجائے گا غیر جگہ سے مجہول شخص کے نام سے ایک فریبی سوال گڑھ کر بھیجا اور جواب پالیا جسے چھ برس ہونے آئے اس کے جواب متعدد ہیں یہاں اسی فتوے کی نقل کافی اسے غور سے سمجھئے اور خود سمجھ میں نہ آئے تو اپنے سمجھانے والوں سے سمجھ لیجئے وہ بھی نہ سمجھیں تو تھانوی صاحب سے سمجھئے اور اٹنی سمجھنا نہ سمجھنے سے بدتر ہے وہ بھی نہ سمجھیں تو اپنا اقرار عجز لکھیں سمجھا دیا جائے گا وباللہ التوفیق۔

فتویٰ یہ ہے منقول از جلد یازدہم فتاویٰ کلامیہ صفحہ ۷۸۲ مسئلہ از سکندر آباد ضلع بلند شہر بازار مادھود اس مرسلہ نور محمد ۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۱ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین مسئلہ ذیل میں جواب دے کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں ایک شخص ”حفظ الایمان و براہین قاطعہ“ کی نسبت یہ تو کہتا ہے کہ

بیشک اس میں سرور عالم ﷺ کی صریح توہین اور گالی ہے مگر پھر بھی تکفیر نہیں کرتا اور یہ کہتا ہے کہ ان کے مؤلف کی تکفیر کو پسند نہیں کرتا قابل گزارش یہ امر ہے کہ جب سرور عالم ﷺ کو گالی دینے والے کو بھی کافر نہ کہا جائے تو کون کافر ہوگا اور اس کافر کے کافر کہنے میں جو تامل کرے گا وہ خود کافر نہ ہوگا تو کس کافر کے کافر کہنے میں تامل کرنے والا کافر ہوگا بینوا تو جروا۔

(الجمواری): صریح مقابل کنایہ ہے اسے ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی محقق حیث اطلاق نے فتح میں فرمایا: ما غلب استعمالہ فی معنی بحیث یتبادر حقیقتہ او مجازا صریح فان لم يستعمل فی غیرہ فالولی بالصراحة۔

ہدایہ میں ارشاد ہوا: انت طالق لا یفتقر الی النیۃ لا نہ صریح فیہ لغلبة الاستعمال ولو نوى الطلاق عن وثاق لم یدین فی القضاء لا نہ خلاف الظاهر و یدین فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ لا نہ نوى ما یحتملہ۔ بہت فقہائے کرام کے نزدیک تکفیر میں بھی اسی قدر کافی و لہذا امثال اسمعیل دہلوی پر بحکم فقہائے کبار لزوم کفر میں شک نہیں جس کی تفصیل کو کہہ شہابیہ سے روشن اور تحقیق اشتراط مفسر ہے یہی مسلک متکلمین اور یہی مختار و معتبر ہے شخص مذکور کا قول مزبور اگر کسی ایسے کلام کی نسبت ہوتا کہ قسم اول سے تھا تو مشرب متکلمین پر محمول ہو تا بشرطیکہ وہ ان جاہلان بے خرد کی طرح نہ ہوتا جن کو متبیین و متعین میں تمیز نہیں مگر بد قسمتی سے اس کا قول براہین قاطعہ لا امرا للہ بہ ان یوصل و خفض الایمان کے اقوال بدتر از ابوال کی نسبت ہے جو یقیناً قسم دوم سے ہیں جن کی نسبت علمائے کرام مکہ معظمہ و مدینہ منورہ حکم فرما چکے کہ ”من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر“ جو ان کے کفر و استحقاق عذاب میں شک کرے خود کافر ہے لہذا نہ اس کے کفر میں کوئی شبہ حائل نہ کسی ابلیس کی تلبیس چلنے کے قابل۔ ذلک لیعلم کل شیطن مہین ان اللہ لا یھدی کید الخائنین و قد مکر و امکر ہم و عند اللہ

مکرہم وان کان مکرہم لتزول منه الجبال یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة ان اللہ شدید المحال و سيعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ام یریدون کیدا فالذین کفروا ہم المکیدون ان ہم الا کانجس اتان من اخبت حمیر نفرت وفرت بسماع زئیر من اسد کبیر فتردت فی بیر فہی تحرک ذنبہا ترید الخلاص ولا قاحین مناص ، و خسر ہنالک المبطلون وقیل بعد اللقوم الظلمین والحمد لله رب العلمین ، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم .

اس نامہ مبارک کے امضا پر تیس ۲۳ دن تک خبرے نباشد گمان ہوا کہ شاید سچ مچ طلب تحقیق تھی جواب مسکت نے خاموش کیا مگر حاشا وہ تو صرف ایک تھانوی مکر تھا اگرچہ بھص قرآن ”کان ضعیفا“ چوبیسویں دن دوم صفر کو ایک [دو ورق] مہملات و افتراءات و مکابرات و انکار محسوسات سے پر کر کے بھیجی اس کا جواب حضرت استاذی فاضل نو جوان نے بتیس ۳۲ صفحہ پر فوراً تیار فرمادیا اور اب دہم صفر کو ایک والا نامہ مدعی طلب تحقیق کے نام امضا فرمایا کہ جواب ۳۲ صفحہ پر تیار ہے جس میں دیوبندیوں پر ساٹھ ۶۰ رجبال قاہرہ کی مار ہے اس دفعہ کے خط و ہابیہ میں مکابرات شدیدہ کا اظہار ہے لہذا رسالہ تھانوی صاحب پر جائے گاتالب تحقیق کو اس کی کیا ضد کہ ہمیں سے مخاطبہ ہو بلکہ اس میں زیادت انکشاف ہے کہ ایک طالب علم کی سمجھ کتنی جب وہ سمجھیں گے جو حکیم الامتہ بنائے گئے ہیں تو کل الصيد فی جوف الفراء . اور دوسرا نامی نامہ اسی روز خباب تھانوی صاحب کے نام امضا ہوا جو ایک جوابی کارڈ پر تھا۔

۱ خط دوم تھانوی صاحب باطنی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضور کا مکرم نامہ وصول ہو کر باعث انشراح باطن ہوا کثرت علالت کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی (بقیہ صفحہ اگلے پر ملاحظہ فرمائیں)

امضائے نامہ دوم

مصطفوی بنام جناب تھانوی

مبسملاً و حامداً و مصلیاً و مسلماً

کرامی القاب تھانوی صاحب مدرسہ شاہی مراد آباد کا ایک طالب علم بظاہر سلیم الطبع طالب تحقیق بن کر حاضر ہوا گنگوہی صاحب کے علم شیطان والے قول کو جب تک براہین میں نہ دکھایا تھا اسلام سے کوسوں دور کہا پھر مراد آباد سے ایک خط بظاہر اسی طرز استفادہ پر لکھا میں نے فوراً جواب دیا چوبیسویں دن تمام کمیٹیوں کے بعد جس میں عجب نہیں کہ آپ بھی شامل ہوں اس کا جواب صریح مکاتبات و شدید افتراءات و انکار محسوسات پر مشتمل آیا میں نے پہلے خط کے جواب میں لکھ دیا تھا کہ:

”قبل تنبیہ عدم تنبیہ کو سادگی سمجھ کر جواب مرقوم آئندہ بعد تنبیہ بھی تنبیہ نہ

ہوا تو یہ طلب تحقیق کا پردہ کھول دیگا استحوذ علیہم کا عوض کما

فعل با شیعاعہم حدیث میں کلبہ بنی اسرائیل کا حال ارشاد ہو چکا اور

جناب تھانوی صاحب کو اس کی تذکیر کر دی گئی ہے۔ انتھی“

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اب بفضلہ تعالیٰ بیماری کسب قدر کم ہے لہذا اسکے جواب کی طرف متوجہ ہونا ہوا خدا کو شاہد بنا کر عرض پرداز ہوں کہ مجھے تحقیق حق منظور ہے جو کچھ عرض کرتا ہوں محض فریقین کے رسائل سے سمجھا ہوں یہ سچ ہے کہ میں اس قابل نہیں کہ خدام والا میرے کلام کی طرف توجہ مبذول فرمائیں لیکن اگر آپ کی وجہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت ہو جائے تو اس کا اجر بھی آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں چاہے میرے مضمون کا جواب کسی سے حضرت ارقام کرادیں مگر آپ کا مصدقہ ہونا ضروری ہے (۱) براہین کی عبارت دیکھنے سے پہلے جو میں نے یہ تسلیم کیا تھا کہ شرک میں تفریق نہیں ہو سکتی جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو جس کسی کیلئے ثابت کی جائے شرک ہی ہوگی کیونکہ خدا کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا میں اپنے اس عقیدے پر اب بھی قائم ہوں اس میں کوئی شک اور تردد نہیں اب مجھ کو سخت حیرت ہے اور تعجب ہے کہ حضور نے براہین قاطعہ کے متعلق کیا تحریر فرمایا ہے جس علم کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت کرنا شرک خالص کہا ہے جسمیں ایمان کوئی حصہ نہیں وہ علم ذاتی سے اور جس علم کو ابلیس لعین (بقیہ اگلے صفحہ پر)

لہذا روئے سخن جانب خواب ہے وہ شبہات کہ تمام پارٹی دیوبندیہ کی غایت سعی اور ان کے زعم میں لاحل ہیں بعونہ تعالیٰ کمال متانت کے ساتھ ایسے حل کئے ہیں کہ آپ دیکھ کر بہت خوش ہوں گے بتیس ۳۲ صفحہ پر ہے اس میں تمام دیوبندیت پر ساٹھ ۶۰/ قاہرہ جبال ہیں اعلیٰ درجہ کی تحقیقات علمیہ ہیں کوئی لفظ تخفیف آپ کی شان میں نہیں سوا تکفیر کے کہ اصل بحث ہے ہم خواستگار کہ وہ رسالہ بھیجنے کی ہم کو اجازت فرمائی جائے یہ اس لئے کہ آپ رجسٹریاں واپس دینے کے عادی ہیں ہم کمال منت سے کہتے ہیں کہ ہمارے معروضات آپ کے یہاں داخل دفتر ہوتے ہوئے سترہ برس ہونے آئے اب کی بار تو اذن دے دیجئے کہ ادھر آپ کے اتباع کی ہوس پوری ہو ادھر حق واضح کا بعونہ تعالیٰ اور زیادہ کشف نوری ہوا اتنی بات لکھتے کہ کہاں رسالہ بھیجو آپ کو کوئی گھنٹہ نہیں لگتا یہ تحریر آپ کی چوتھے دن آسکتی ہے میں انتہائی مدت دس ۱۰ دن رکھتا ہوں اس کے بعد دوسرا طور ہوگا بعونہ عز و جل و هو الکافی۔

فقط مصطفیٰ رضا قادری برکاتی غفرلہ

از بریلی دہم صفر مظفریوم جمعہ مبارکہ ۳۷/ ہجریہ قدسیہ

علی صاحبہا وآلہ افضل الصلاۃ والتحصیۃ امین۔

اس کے جواب میں تھانوی صاحب نے اپنی چپ تھوڑی دیر کے لئے اتنی توڑی کہ کارڈ کے دوسرے پر ت پر یہ عبارت لکھ بھیجی:

(بقیہ صفحہ گزشتہ) لعین کیلئے ثابت مانا وہ علم عطائی تو جو علم غیر اللہ کیلئے ثابت کرنا شرک ہے (یعنی ذاتی) وہ شیطان کیلئے ثابت نہیں مانا اور جس علم کا ثبوت شیطان کے لئے تسلیم کیا (یعنی عطائی) وہ کسی کے لئے ثابت کرنا شرک نہیں کہا گیا تو اب حاصل کلام یہ ٹھہرا کہ شیطان کو علم عطائی ہے اور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم ذاتی نہیں فرمائیے اس میں کوئی بات تکفیر کی ہے مہربانی فرما کر اپنی کبریٰ اور صغریٰ آپ لکھ دیجئے نتیجہ میں نکال لوں گا اور حضور تمہید ایمان صفحہ ۳۳ میں ارشاد فرماتے ہیں بلکہ فقہائے کرام نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی ایسا لفظ صادر ہو کہ جس میں سو پہلو نکل سکیں ان میں ننانوے پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا شما معلوم ید (بقیہ اگلے صفحہ پر)

”بسم اللہ الرحمن الرحیم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم بلغوا عنی ولوایۃ قال اللہ تعالیٰ والذین يؤذون المؤمنین و
المؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتاناً واثماً مبیناً“

خوف کی یہ حالت کہ اس پر بھی دستخط نہ کیے الہی عظمتوں کی یہ بے ادبی کہ
کارڈ پر بسم اللہ شریف لکھی تین جگہ اللہ عز وجل کا اسم جلالیت لکھا قرآن عظیم کی آیت
لکھی جو ڈاک کی مہر لگاتے وقت زمین پر رکھا گیا اور وہ بھی الٹ کر کہ آیتوں کا رخ
زمین پر اور مہر لگانے والا بیوضو چھوئے بلکہ ممکن کہ ہندو وغیرہ کافر ہو پھر چٹھی رساں
کہ آجکل یہاں ہندو ہی ہے اسے یونہی ہاتھ لگائے یہ ادب ہے اللہ و رسول کے نام
اور اللہ واحد قہار کے کلام کا، خیر ان باتوں کی کیا شکایت اللہ و رسول و قرآن کریم کا
ادب جتنا ہے ان گالیوں ہی سے ظاہر جو وہ اور ان کے بڑے دے چکے اور دے رہے
ہیں تھانوی صاحب کی اس تحریر کا ترجمہ یہ ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی
آیت، اللہ عز وجل فرماتا ہے جو لوگ مسلمان مردوں اور عورتوں کو بے کئے
ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا“

۱۔ کارڈ میں یونہی الف سے لکھا ہے قرآن کریم کی کتابت میں اپنی طرف سے ایک حرف بڑھا دیا، ۱۲۔
(بقیہ صفحہ گزشتہ) اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہوا اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اسکی مراد کوئی
پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا وہ عند اللہ کافر ہی ہوگا پھر صفحہ ۳۵ کی سطر ۱۹ سے
صفحہ ۳۶ کی سطر ۸ تک ملاحظہ فرمائیے اس میں بھی یہی مضمون ہے یہاں تو آپ فقہائے کرام اور اپنا مذہب
یہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب تک قائل کی مراد مضمون کفریہ کو لئے ہوئے ثابت نہ ہو جائے اسکو مسلمان ہی
کہنا چاہیے اور ضعیف سے ضعیف احتمال جو اسلام کا ہے تحسینا الظن اسی پر حمل کرنا چاہیے اور صاحب
براہین اپنی مراد اپنی دوسری تصنیف میں نہیں خاص براہین میں اسی مسئلہ میں اسی قول میں بیان کرتا ہے اور یہ
بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسے جہلا کا عقیدہ ہے الخ اور اپنی
مراد بیان کرتا ہے مگر پھر بھی آپ خلاف تصریح متکلم کے ایک معنی کفریہ اپنی طرف سے متعین فرما کر متعین
سے نکال کر متعین کافر دبناتے ہیں جو حقیقت میں متعین کیا حنفی بھی نہیں کس قدر افسوس (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اس کے جواب میں ہمیں یہی بس تھا کہ ہم ایک لفافے میں ان کو اتنا لکھ بھیجتے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیۃً قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا ۝ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت اللہ عزوجل فرماتا ہے بیشک جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مگر یہاں سے بحمد اللہ تعالیٰ خود تھانوی صاحب اور ان کے بڑے گنگوہی صاحب کو بارہا یہ آیت اور اس کے سوا بہت آیات و احادیث و احکام کی تبلیغ ہو چکی ہے لہذا اصل مقصود سے کام لیا یعنی ۲۱/ صفر کو رسالہ رجسٹری شدہ تھانوی صاحب پر نازل کر دیا تھانوی صاحب نے بطور خرق عادت وہ کارڈ لکھنے میں اپنی قدیم خو چھوڑی تھی رسالہ دیکھ کر پھر ان کی اسی قدیم خو کی حالت مستمرہ نے منہ دکھایا کہ منکر ہو کر واپس دیا پلندے پر لکھا ہے کہ انکاری واپس انا للہ وانا الیہ راجعون صدق اللہ عزوجل وما یدئی الباطل وما یعید ۝ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا ۝

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کی بات ہے میری سمجھ میں نہیں آتا اسکے بعد صاحب براہین کی تکفیر کیلئے آپ کے پاس کیا وجہ ہے اور اسحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخبار میں تو اس مضمون کو اس شرح اور بسط کے ساتھ لکھا ہے کہ جسکے مطالعہ کے بعد کوئی شک و شبہ باقی ہی نہیں رہتا اگر جناب کی جانب سے اس رسالہ کا کوئی جواب ہوا ہو تو براہ کرم اس رسالہ سے مجھے مشرف فرمائیے ورنہ اسکا نام ہی تحریر فرمائیے تاکہ میں خود اس کو منگالوں اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ براہین کی عبارت میں کیا شبہ باقی رہ گیا (۲) ہم پہلے سے یہی سنتے آئے تھے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کا امکان ذاتی بھی موجب تکفیر ہے اس واسطے کہ امتناع بالغیر پر تو فریقین کا اتفاق ہے جب امکان ذاتی آپ کو بھی تسلیم ہے تو یہ مابہ النزاع کیا رہ گیا آپ کا یہ فرمانا کہ تکفیر اسپر ہے کہ خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین جاننا جاہلوں کا خیال ہے اس میں کوئی فضیلت نہیں یہ مقام مدح میں ذکر کے قابل نہیں یہ مضمون تحذیر الناس میں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مسلمانوں وہ مبارک رسالہ یہ ہے کہ تھانوی صاحب کے نام نامہ سوم مصطفوی ہے حضرت مصنف مدظلہ نے اس کا تاریخی نام ”الموت الاحمر علی کل انحس اکفرے ۱۳۳۳“ رکھا اور از انجا کہ تھانوی صاحب اور سارے دیوبندیہ پر ساٹھ ۶۰/ جبال اس میں اور بیس ۲۰/ اس کی تذییل میں ہیں جملہ اسی ۸۰/ جبال قاہرہ ہوئے لقب تاریخی ”ہشتادو بید و بند بر مکاری دیوبند“ سے ملقب فرمایا اہل انصاف اسے ایمان کی نگاہ سے دیکھیں تو بحمد اللہ تعالیٰ حق آفتاب سے زیادہ روشن ہے واللہ الحمد وصلى الله تعالى على سيدنا ومولينا والہ وصحبہ وابنہ و حزبہ اجمعین آمین۔

عبدہ نور محمد اعظمی قادری برکاتی غفرلہ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) نہیں ہے تحذیر الناس میں نہ ختم زمانی کا انکار ہے نہ اس میں فضیلت کا انکار بلکہ ختم زمانی کے ساتھ ختم ذاتی کو بھی ثابت کیا گیا ہے اور ختم زمانی کو قرآن حدیث تو اتر اجماع امت سے ثابت کر کے اسکے منکر کو کافر بتایا ہے پھر تعجب ہے کہ تکفیر کس بنا پر ہے میں جناب کو پھر آپکا وہی مقولہ صفحہ ۳۳ و ۳۵ و ۳۶ یاد دلاتا ہوں یہ کیا غضب ہے کہ متکلم اپنی مراد اپنا مطلب صاف صریح لفظوں میں اپنی اسی کتاب میں اسی بحث میں اسی مسئلہ میں بیان کرتا ہے مگر اسکی شنوائی کچھ نہیں ہوتی اس مضمون کو بھی نہایت تفصیل سے اسحاب المدرار میں بیان کیا ہے اگر اسکا بھی جواب جناب کی طرف سے ہوا ہو تو مطلع فرمائیے میری غرض تو یہ نہیں تھی بلکہ غرض یہ ہے کہ جب آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کے امکان ذاتی کے قائل ہوئے تو اگر ایک وقت میں دس بیس نبی ہوئے تو وہ بھی ممکن بالذات ہوئے اور سب ایک ہی وقت میں اس عالم سے تشریف لیجائیں تو سب کے سب خاتم زمانی بھی ہوں گے تو اب آپ امکان ذاتی تعدد خواتم کے بھی قائل ہو گئے تو آپ میں اور اہل دیوبند میں اس مسئلہ میں کس بات فرق رہا امتناع بالغیر کے آپ بھی قائل وہ بھی قائل اور جو امکان ذاتی کا قائل ہوگا اسکو امکان تعدد خواتم نود بخود لازم آجائیگا میری تحریر کو مقابلہ پر حمل نہ فرمایا جائے میں خدا کو شاہد بتا کر عرض کرتا ہوں کہ میں واقعی یہ سمجھے ہوئے ہوں کہ اب آپکے مسلک میں اور اہل دیوبند کے مسلک میں کچھ فرق باقی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امضائے نامہ سوم مصطفوی

بنام خباب تھانوی صاحب تھانہ بھون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کرامی منش خباب تھانوی صاحب آپ کے اتباع سے ایک طالب علم مستفید و طالب تحقیق بن کر آیا اور عبارت براہین دکھانے سے پہلے اسکے مضمون کو اسلام سے کوسوں دور بتایا عبارت دیکھ کر وہ جوش ایمان نہ رہا اسے غور کا حکم ہوا مدت کے بعد اسکے نام سے ایک بے معنی خط آیا جس کی طرز میں وہی استفادہ و طلب تحقیق کا اظہار اور حقیقت اس سے برکنار تھا قبل تنبیہ عدم تنبیہ سادگی پر محمول کر کے ہدایت کی گئی اسکے چوبیسویں روز ایک دوورقی تحریر افتراءات و مکابرات و انکار محسوسات سے بھری آئی یہ تمام پارٹی کی مجموعی کوشش و مبلغ علم و منتہائے سعی ہے اس میں بائیس ۲۲ دن صرف ہونا بتا رہا ہے کہ تھانہ بھون سے استعانت بالغیر میں یہ دیر لگی ہو اگر واقعی ایسا ہی ہے جب تو ظاہر کہ اس کے کاتب آپ ہی ہیں گو مشورہ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) نہیں رہا زبان سے اگر تعدد خواہم کا انکار فرمادیں تو اس سے کچھ نفع نہیں ہو سکتا خاتمیت زمانی کے تو صرف اتنا ہی منافی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو سکے سوا اسکے آپ خود بھی مقرر ہیں اور صاحب تحذیر بھی اب میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ جو خاتمیت ذاتی صاحب تحذیر الناس نے جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت کی ہے وہ آپ کے نزدیک بھی ثابت ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں کیا اسمیں فضیلت نہیں ہے اور اگر ثابت ہے تو پھر صاحب تحذیر الناس میں اور آپ میں کیا اختلاف رہا (۳) جس کسی شخص نے آپ سے دھوکا کیا ہوگا کیا ہو میں تو آپ سے صاف کھلے لفظوں میں کہتا ہوں یا تو آپ الکو کب الشہابیہ کی عبارت کا کوئی مطلب تحریر فرمادیں ورنہ میرے نزدیک میرا یہ اضطراب کسی سے نہیں اٹھ سکتا اور یہ فتویٰ جو آپ نے نقل فرمایا ہے اور موجب خلجان ہے ملاحظہ ہو عبارت تمہید ایمان نہ کہ "ایک ملعون کلام تکذیب خدایا تنقیص شان سید انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ساری پارٹی کا سہی اور بالفرض ایسا نہیں تو اب فرمائیے کہ وہ آپ کے نزدیک مقبول ہے یا مردود اگر مردود ہے لکھ دیجئے یہیں فیصلہ ہو گیا اور اگر مقبول ہے تو وہ تحریر جب نہ تھی تو اب آپ کی ہو گئی۔

صورت اولیٰ کہ آپ لکھ دیں کہ ہاں وہ تحریر دو رقی مدرسہ مسجد شاہی مردود ہے محال عادی ہے لہذا شق ثانی متعین بہر حال جس طرح شاعر اپنے نفس سے ایک دوسرا شخص تخیل کر کے اس سے کلام و خطاب و سوال و جواب و لطف و عتاب کرتا ہے یونہی ہم کو آپ کو دو حصے کرنے ہوئے ایک تھانوی صاحب ظاہری کہ آپ خود بے پردہ و حجاب ہیں دوم تھانوی صاحب باطنی کہ اس تحریر دو رقی کے حجاب میں طالب تحقیق بن کر آئے ہیں دوم جہاں کہیں گے کہ آپ نے یہ لکھا آپ سے یہ کہا تھا آپ طالب تحقیق ہیں و امثال ذالک جن میں اس تحریر کا کاتب بنا کر خطاب ہو وہاں آپ بحیثیت تھانوی باطنی مراد ہوں گے ورنہ آپ بحیثیت تھانوی ظاہری۔

یہ فرق یاد رکھئے کہ حیثیتیں گم کر کے حیثیت گم نہ کیجئے اصل مقصود اظہار حق و ازہاق باطل اور یہ دکھا دینا ہے کہ دیوبندی عذرات کیسے پادر ہوا اور زاہق و زائل اور ان کا اشکال جس پر بہت ناز ہے اور اسے یقیناً لاحل سمجھے ہوئے ہیں کس درجہ مردود اسفل سافل تھانوی صاحب باطنی نے یہاں تین بحثیں چھیڑیں ہیں کفر براہین کفر ”تخذیر الناس“ کفر فقہی اسمعیل دہلوی صاحب اس کا بیان اور شبہات تھانوی صاحب باطنی کا بطلان ان تین سے لیجئے وباللہ التوفیق وهو المستعان علی کل سحیق۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) میں صاف صریح نا قابل تاویل و توجیہ ہوا اور پھر بھی حکم کفر نہ ہوا اب تو اس کو کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے ابھی شفا و برازیہ درر بحر فتاویٰ خیر یہ مجمع الانہر و در مختار وغیرہا کتب معتمدہ سے سن چکے ہو جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے یہ پھر صفحہ ۳۷ ملاحظہ ہو: ضروری تنبیہ احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے مثلاً زید نے کہا خدا دؤ ہیں اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظ خدا سے بحذف مضاف حکم خدا مراد ہے یعنی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بحث اول

تکفیر گنگوہی صاحب

عبدالجبار عمر پوری نے لکھا تھا:

”حضرت کی نسبت یہ اعتقاد کہ جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے تشریف لاتے ہیں شرک ہے ہر جگہ موجود خدا تعالیٰ ہے اللہ سبحنہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی“

اقول یہ اس کا صریح جنون تھا کہاں تشریف لانا کہاں موجود ہونا مولانا عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسکے اس جنون سے اغماض فرما کر دو وجہ سے رد کیا ایک یہ کہ کہاں مواقع معدودہ مجالس محمودہ کہاں ہر جگہ دوسرے یہ کہ اسے خاصہ باری عز وجل جاننا باطل ہے شرق سے غرب تک ہر روح کو حضرت عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام ہی قبض کرتے ہیں ہر مکان کو رات دن دیکھتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا ان کے آگے مثل چھوٹے سے خوان کے کردی ہے بھلا وہ تو ملک مقرب ہیں شیطان تمام

(بقیہ صفحہ گزشتہ) قضا دو ہیں مبرم اور معلق“ پھر اسکے دوسرے بعد فرماتے ہیں ”ایسی تاویلیں زہار مسموم نہیں شفا شریف میں ہے ادعاءہ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا شرح شفائے قاری میں ہے وہومردود عند القواعد الشرعیۃ ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے نسیم الریاض میں ہے لا یتلفت لمثلہ وبعد ہدیان ایسی تاویل کی طرف التفاف نہ ہوگا اور وہ ہدیان سمجھی جائیگی اور فتاویٰ خلاصہ اور فصول عمادیہ و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے واللفظ للعمادی قال انار رسول اللہ اوقال بالفارسیۃ من پیغمبرم برید بہ من پیغام می برم یکفر یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنی یہ مراد لے کہ میں پیغام لیجاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائیگا اور یہ تاویل نہ سنی جائیگی فاحفظ“ ان عبارات میں جناب تحریر فرماتے ہیں صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی لفظ صریح میں دعوائے تاویل نامقبول اور قواعد شرعیہ کے نزدیک مردود وغیرہ ملتفت الیہ دعوائے تاویل ہدیان صریح لفظ رسول اللہ اور پیغمبر کا کہہ کر کافر ہو جاتا ہے اور یہاں جناب صریح کو مقابل کنایہ ٹھہرا کر اس میں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نبی آدم کے ساتھ رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی قدرت دیدی ہے یہ کتنا صاف صریح نقض تھا گنگوہی صاحب نے براہ کمال عیاری اسے نقض سے توڑ کر مدعا پر استدلال ٹھہرایا گویا مصنف ”انوار ساطعہ“ یوں دلیل لاتے ہیں کہ جب شیطان و ملک الموت ہر جگہ موجود ہیں تو ضرور ہے کہ حضور ﷺ بھی ہر جگہ موجود ہوں حالانکہ یہ مصنف پر محض افتراء ہے اور اپنی اس گڑبخت پر اعتراض شروع کر دیئے کہ:

”ملک الموت و شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ و نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا اب اس پر کسی افضل کو قیاس کر کے اس میں بھی مثل یا زائد اس مفضل سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں اول تو عقائد مسائل کے قیاسی نہیں بلکہ قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہذا اس وقت قابل التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے دوسرے قرآن و حدیث سے اس کے خلاف ثابت ہے خود فخر عالم فرماتے ہیں ”لا ادري ما يفعل بي ولا بكم“ اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں اگر فضیلت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان شیطان سے افضل ہیں تو مؤلف سب عوام میں بسبب

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی تحریر فرماتے ہیں یہ تو ایک ایسا صریح تعارض اور تناقض ہے کہ جس کا دفع کرنا آپ ہی کے قبضہ میں ہے اگر صریح میں احتمال بھی ہو مگر جب وہ مسموع بھی نہیں مقبول ہی نہیں شریعت میں مردود ہے قابل التفات نہیں ہندیان ہے اور یہودہ بکواس تو اس احتمال کا شریعت میں اعتبار ہی کیا ہے اول اس تعارض کو دفع فرمایا جائے ثانیاً صاحب فتح القدر اور صاحب ہدایہ کی عبارت سے بھی صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ لفظ صریح میں نیت کی ضرورت نہیں اور قاضی لفظ صریح ہی کے موافق قضا کریگا اگر قائل نے خلاف صریح کسی معنی محتمل کا ارادہ کیا ہے تو اس کا معاملہ فیما بینہ و بین اللہ ہوگا اور قاضی اسے بھی نہ سنے گا چہ جائیکہ ایسے معنی مراد لے جو محتمل ہی نہ ہوں اور چہ جائیکہ متکلم کے مراد لینے کی خبر بھی ہو پھر حکم صریح کے خلاف کیسے مفتی فتویٰ یا حکم دے سکتا ہے اب اسکے بعد آپ کی یہ عبارت جو الکوکب شہابیہ صفحہ ۳۱ پر مولانا اسماعیل صاحب کی نسبت یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیئے پھر ایک سطر کے بعد مسلمانوں کی ان گالیوں کی محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع (بقیہ اگلے صفحہ پر)

افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اسکے برابر تو علم غیب بزعم خود ثابت کرے مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب ہوتا ہے الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائے کہ زیادہ اور قیاس سے اس کا اثبات جہل ہے الغرض یہ تحقیق واہی مؤلف کی محض جہل ہے وہ آپ شاید شرک میں مبتلا نہ ہو مگر ایک عالم کا راہ مار دیا بعد اسکے جو حکایات اولیاء کے مؤلف نے لکھی ہیں ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا اگر فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گو نہ اس سے زیادہ عطا فرما دے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے اور مجلس مولود میں خطاب حاضر کیا جائے اس امر کا محض امکان سے کام نہیں چلتا بالفعل ہونا چاہیے اور ثبوت نص سے واجب ہے مگر سوء فہم مؤلف کا ہے اور یہ بحث اس صورت

۱۔ قیاس اور فاسدہ ز ہے علم کا سدہ ۱۲۰/منہ۔

۲۔ راہ مار دیا یہ وہی ”اردو“ ہے جس پر ”ناز“ ہے کہ دیوبند والوں سے مل کر رسول اللہ ﷺ کو اردو آگئی دیکھو ”براہین قاطعہ“ گنگوہی صاحب طبع دوم صفحہ ۲۶-۱۲/منہ۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ہو کر ان سے انھیں ایذا نہ پہنچی ہاں ہاں واللہ واللہ انھیں اطلاع ہوئی واللہ واللہ ایذا پہنچی پھر صفحہ ۳۲ پر ملاحظہ ہو اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی بھی جگہ نہیں فرمائیے اول صریح گالی اس میں تاویل مسموع مقبول ہی کب ہوتی ہے عند الشرع مردود ہندیاں سلور بکواس پھر یہاں تو آپ کے نزدیک اس کھلی گستاخی میں تاویل کی جگہ بھی نہیں اب اگر قائل نیت بھی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

میں ہے کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے اب ظاہر ہو گیا کہ جسکا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا البتہ وہ مشرک ہے ان عبارات سے حجت لانا کوتاہ فہمی مؤلف کی ہے“

مسلمان بہ نگاہ انصاف دیکھیں ہر اردو خواں بھی سمجھ سکتا ہے کہ براہین والے نے جس علم کو شیطان کے لئے نصوص قطعیہ سے ثابت مانا اسی کا نبی ﷺ کے لئے ماننا شرک بھی وہ جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں اب تھانوی صاحب باطنی اس قطعی کفر کو یوں مٹانا چاہتے ہیں:

”جس علم کا نبی ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک خالص کہا ہے وہ علم ذاتی ہے اور جس علم کو ابلیس کے لئے ثابت مانا وہ علم عطائی صاحب براہین اپنی مراد خاص براہین میں اسی مسئلہ میں بیان کرتا ہے یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسے جہلا کا یہ عقیدہ ہے“

اقول آپ کو کس نے سوچھائی کہ یہاں ذاتی مقابل عطائی، اول تا آخر منشاء بحث و اعتقاد فریقین اور خود اس عبارت لایعنی کا فقرہ فقرہ اس کے بطلان و ہدیان پر شاہد عدل ہیں **اولاً** اللہ انصاف، بحث کا ہے پر چلی ہے عمر پوری کے اس کہنے پر کہ:

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کرنا تو قاضی اور مفتی کے یہاں پہلے ہی مردود تھی اور نوی ماکتمل خارج اور آپکو تو قائل کی نیت کا بھی علم ہو گیا اور اسکا بھی علم ہو گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس گالی کا علم ہوا اور پھر بھی آپ صاحب صراط مستقیم کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ اسی کو اپنا مختار اور اسی کو مفتی بہ اور اسی کو اپنا ماخوذ اور اسی کو مستند اور اسی کو اپنا مذہب قرار دیتے ہیں اب آپ اپنی ہی عبارت تمہید ایمان صفحہ ۳۵ ملاحظہ فرمائیے، اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا اور جو کفر کو اسلام مانے وہ خود کافر ہے جس کسی نے آپ سے سوال کیا ہے وہ تو حفظ الایمان اور براہین قاطعہ کے متعلق استفسار کرتا ہے اور مجھے تو یہ شک ہے کہ آپ اپنی تحریر کے موافق آپ خود اور جو آپکو کافر نہ کہے خود کافر ہوا جاتا ہے براہین اور حفظ الایمان کی عبارت متبیین کافر دیا متعین کافر ہے یہ دوسری بحث ہے اب تو گفتگو یہ ہے کہ صراط مستقیم کی عبارت آپ کے نزدیک متعین سے بڑھکر ایسی متشخص ہے جس میں بوجہ صریح ہونیکے اول تو تاویل مردود نا مقبول ہدیان تھی اور اگر اس کلام میں آپ کے نزدیک تاویل ہوتی بھی اور قائل اسکی مراد بھی رکھتا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

”یہ اعتقاد شرک ہے اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی“
 دیکھو صراحۃً علم عطائی میں کلام ہے کہ اس کا علم عطائی حضور کو نہیں جو مانے
 مشرک ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے اس نے کسی کو عطا نہ فرمائی صاحب
 انوار اسی کا رد کر رہے ہیں براہین والا اسی کو بنا رہا ہے پھر کیسی صریح بے ایمانی ہے کہ
 بے عطائے الہی علم ماننے کی بحث ہے اسے شرک کہا ہے۔

ثانیاً مولانا عبد السمیع صاحب کے کون سے حرف میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ علم بے عطائے خدا ہے جس پر براہین والا یہ کہتا ہے کہ تمام نصوص کو رد کر کے
 ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

ثالثاً مؤلف کی تحریر میں بے عطا کا کون سا حرف تھا جس پر براہین والا
 کہتا ہے:

”جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا البتہ وہ مشرک ہے“

رابعاً اسی براہین طبع دوم کے صفحہ ۲۰۳ سے صفحہ ۲۰۷ تک انوار
 ساطعہ کا مطول کلام منقول ہے جس میں انہوں نے فرمایا:
 ”بہت مکانات میں حاضر ہو جانا جسکو یہ لوگ شرک کہتے ہیں اسکی تشریح
 گزر چکی جہاں ملک الموت کی تمثیل ہے“

(بقیہ صفحہ گزشتہ) تب بھی وہ اس کو عند اللہ مفید ہوتی نہ کہ آپ اسکی تکفیر سے رک سکتے اور یہاں تو نہ
 آپ کے نزدیک کلام میں گنجائش نہ قائل نے مراد لی اور اس پر بھی آپ کو یہاں تک یقین کہ مکر قسموں سے
 مؤکد فرماتے ہیں اب یہ فرمائیے کہ صراط مستقیم کی عبارت آپ کے نزدیک متبیین ہے یا متعین اگر متعین ہے
 تو آپ کا کفر بھی متعین اور اگر متبیین ہے تو یہ متعین فرمائیے کہ متعین ہونی کی صورت کیا ہے براہین تحذیر الناس
 حفظ الایمان آپ کے نزدیک متعین کے فرد ہیں مگر جس شد و مد سے آپ نے الکو کبۃ الشہابیہ میں صراط
 مستقیم کی نسبت لکھا ہے ان عبارتوں کی نسبت نہیں تحریر فرمایا کیا انھیں مؤکد قسموں کے ساتھ آپ ان
 کتب مذکورہ کی نسبت بھی لکھ سکتے ہیں کہ واللہ واللہ صاحب تحذیر الناس وبراہین قاطعہ وحفظ الایمان
 نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی گالیاں دیں کہ ان میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں اور
 اگر تاویل کی گنجائش ہو بھی تو انکے متکلمین نے گالیاں ہی مراد لیں واللہ واللہ رسول (بقیہ اگلے صفحہ پر)

پھر کہا:

”اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ اصل عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہے کوئی ایسا نہیں جو بلا تعلیم حق جان لے ہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو خبریں غیب کی دیتا ہے“
پھر کہا شاہ عبدالعزیز صاحب نے لکھا ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ہر امتی کو جانتے ہیں کہ وہ کس درجہ کا ہے فرشتے خبر پہنچاتے رہتے ہیں اور نور نبوت سے حضرت پہنچاتے ہیں سب امتیوں کو“

پھر کہا:

”محفل شریف میں کثرت سے درود و سلام پڑھا جاتا ہے جب جلسہ کا درود شریف پہنچاتے ہوں گے پھر کیوں نہیں خبر ہوتی ہوگی اس جلسہ کی“
پھر کہا:

”فکر کرنا چاہئے ان حدیثوں میں کہ امت کے اعمال پر مطلع کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک روز جمعہ اجملاً دوسرا صبح و شام بہ تفصیل“

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع ہوئی اگر آپ ایسی قسمیں کھالیں گے تب یہ ثابت ہوگا کہ عبارات رسائل ثلاثہ آپ کے نزدیک متعین کے فرد ہیں اسکے بعد پھر وجہ فرق پوچھی جائیگی عبارت صراط مستقیم متعین کیوں نہیں اگر وہ متعین ہوتی تو آپ کس انداز سے اس عبارت کو ادا فرماتے غرض اب آپ یہ تحریر فرمائیں کہ ان ایمان مؤکد کے بعد آپ سے کیونکر کفر اٹھے اور میرے جواب میں یہ فتویٰ نقل فرمانا میری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ اسکا کیا مطلب ہے صاحب براہین اور صاحب تحذیر الناس صاحب حفظ الایمان اپنی عبارت کا مطلب خود ہی بیان فرمائیں مگر انکا کفر ایسا قطعی اور یقینی کہ انکی تکفیر میں شک و تردد کرنا ابھی قطعی کافر ہو اور صاحب صراط مستقیم میں نہ احتمال کی گنجائش اور نہ وہ احتمال انکی مراد معانی کفریہ کا مراد ہونا آپ کے نزدیک محقق اور ثابت مگر پھر بھی تکفیر ناجائز خدا کے لئے اس مطلب کو کھولکر بیان فرمائیے میں ایمان سے کہتا ہوں کہ اور اگر آپ اب یقین نہ فرمائینگے تو چند دنوں میں آپکو اسکا خود مشاہدہ ہو جائیگا کہ جب اس شبہ کو آپ کے مخالفین بیان کرتے ہیں تو (بقیہ اگلے صفحہ پر)

پھر اس سے مجالس شریفہ پر اطلاع ثابت کی پھر کہا:
 ”خبر ہوگئی ان وسائط سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو“
 پھر کہا:

”آیات و احادیث و اقوال مشائخ و علما سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ انعقاد
 محافل میلاد کی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر بعض واسطوں سے
 پہنچ جاتی ہے“

دیکھو کیسی صریح تصریحیں ہیں علم عطائی و علم بالوسائط کی یہاں بھی براہین
 والے نے وہی جواب دیا اور اپنی اسی تقریر گزشتہ میں حوالہ کیا صفحہ ۲۱۶:
 ”محض قیاس نا تمام مؤلف کا اور یہ حجت شرعیہ نہیں“
 صفحہ ۲۰۳:

”پہلے اسکا جواب ہو چکا کہ حق تعالیٰ نے حضرت عزرائیل کو ایسی قوت و
 علم دیا ہے اگر فخر عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو صد ہا گونہ زائد ہو تو کیا
 عجب ہے مگر کلام فعلیت میں ہے کہ یہ ہوتا ہے یا نہیں“

(بقیہ صفحہ گزشتہ) آپ کے یہاں کے بعض بعض علما بھی ششدر رہ کر یہی اقرار کرتے ہیں کہ اسکا کوئی
 جواب نہیں ہو سکتا ہے میری نسبت آپ کوئی بدگمانی نہ فرمائیں اور بدگمانی بھی ہو تو یہ قابل جواب ہے یہ
 اعتراض اب معلوم ہوا کہ آپ پر بہت دنوں سے کیا گیا ہے آپ نے یا آپ کے کسی معتقد نے اگر اسکا جواب
 تحریر فرمایا ہو تو مطلع فرمائیے مجھے مقصود اپنی تسلی و تشفی ہے اگر اس کا جواب عنایت فرمائیں تو پھر عرض کرونگا
 اسقدر اور عرض ہے کہ صراط مستقیم کی عبارت میں آپ کے نزدیک یا تو کوئی احتمال نافی کفر موجود ہو گا یا نہیں
 اگر احتمال ہے وہ کیا ہے تاکہ دیکھا جائے کہ اس قسم کا احتمال براہین تحذیر حفظ الایمان میں بھی ہے یا نہیں
 علاوہ ازیں یہ تمام فقہاء کا مذہب آپ ہی نے نقل فرمایا ہے کہ نہوا احتمال میں اگر ایک احتمال بھی اسلام کا ہے تو
 تحسینا لظن اسے مسلمان ہی کہیں گے تو آپ کا یہ فرمانا کہ ”جزاً قطعاً یقیناً بوجہ کثیر جماہیر فقہائے کرام
 اور اصحاب فتاویٰ عظام یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے
 بالتصریح تو یہ وجوع اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض احتمال کی صورت میں فقہاء یہ حکم کیسے دے سکتے
 ہیں یہ نسبت تکفیر کی فقہاء کی طرف محض غلط ہوگی اور اگر واقع میں کوئی احتمال نہیں تو (بقیہ اگلے صفحہ پر)

پھر کہا:

”کلام فعلیت میں ہے اور قیاس مؤلف کا امکان میں عقائد کا ثبوت نص قطعی سے ہوتا ہے ملک الموت کا جواب مذکور ہو چکا“
 اس مکالمہ کو علم ذاتی بمعنی بے عطائے الہی پر ڈھالنا کیسی شدید بے ایمانی ہے براہین والا قطعاً جانتا ہے کہ وہ علم عطائی مانتے ہیں اور اسی کو کہتا ہے کہ۔
 ”شُرک نہیں تو کونسا حصہ ایمان کا ہے“
 اسی کو کہتا ہے کہ:

”جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا البتہ وہ مشرک ہے“
خامسا عبارت ”براہین“ کا یہی ٹکڑا جو تھانوی باطنی نے نقل کیا معنی

بتا رہا تھا کہ۔

”علم ذاتی آپ کو ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے“
 کون سے جہلا کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور کا علم بے عطائے خدا ہے۔

سادسا وہ لفظ دیکھو:

”شیطان کو جو یہ وسعت علم دی“

(بقیہ صفحہ گزشتہ) پھر آپ کی عدم تکفیر کی کیا وجہ ہوگی اور آپ کی عدم تکفیر پر تکفیر نہ ہونے کی وجہ ہوگی و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد والہ و اصحابہ اجمعین فقط۔

تنبیہ اس خط کی نفاستیں بھی شان جہل کی مظہر ہیں مثلاً از قدام اور دو جگہ تحسینا لظن اور معنی کفریہ اور کہ جسمیں اور مسلمانوں کی جگہ مسلمانوں خصوصاً یہ دونوں عبارات مبارکہ تمہید الایمان میں تحریفیں ہیں مگر لطیف تر نہر الفائق کے نام میں بڑی ”ح“ سے نحر لطف یہ کہ یہ بھی عبارت مبارکہ تمہید الایمان میں تحریف ہے علم کا یہ حال اور ائمہ سے مقال اور پوری علم دانی یہ کہ ”صراط مستقیم کی عبارت متعین سے بڑھکر متشخص“ متعین کے معنی خوب سمجھے پھر یہ ادعا کہ ”السحاب کے مطالعہ کے بعد کوئی شک و شبہ باقی ہی نہیں رہتا“ بجا ہے اور اور آپ ابھی طالب تحقیق اور جو پائے ہدایت ہیں عبارات مردود محل محل پر رد کے ساتھ حواشی پر منقول تھیں جن کے بعد تھانوی صاحب کے نقل خطوط کی حاجت نہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

دیکھو دی میں کلام ہے اور اسی پر بوجہ افضلیت قیاس کو منع کرتا ہے کہ عقائد قیاسی نہیں، قیاس سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جو مقیس علیہ میں ہو یا اس کا مباین، شیطان میں علم عطائی تھا معاذ اللہ اگر حسب زعم مردود گنگوہی اس پر قیاس ہوتا ہے اس سے بھی عطائی ہی تو ثابت ہوتا ہے جسے یوں رد کر رہا ہے کہ عقائد قیاسی نہیں۔

سابعاً براہین والا یہاں بزور زبان خود قیاس گڑھ کرفارق یہ بتاتا ہے کہ:

”شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے“

دیکھو جس علم ابلیس کے لئے ثابت مانا اسی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفی کیا اس بنا پر کہ وہاں نص ہے یہاں نص سے ثابت ہوتا تو مانا جاتا اب دیکھو ابلیس کے لئے علم عطائی ہے یا بے عطا اگر عطائی ہے تو اسی کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سلب کیا اور اسی کا حضور کیلئے ماننا شرک خالص کہا آپ کہتے ہیں کہ یہ بحث علم عطائی میں نہیں علم بے عطا میں ہے تو حاصل کلام وہ نہ ٹھہرا جو آپ تھانوی صاحب باطنی نے بتایا کہ:

”شیطان کو علم عطائی ہے اور سرور عالم ﷺ کو علم ذاتی نہیں“

بلکہ حاصل کلام گنگوہی یہ ٹھہرا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے علم بے عطا ماننا شرک ہے اس لئے کہ نص نہیں اور ابلیس کیلئے بے عطائے الہی علم حاصل ہے اس لئے کہ نص سے ثابت ہے آپ کی اس تاویل نے اور بھی انجبت کفر گنگوہی صاحب کے سر لپیٹا واقعی قسمت کا لکھا کہاں جائے۔

ثامناً براہین والے کی یہ تقریر کہ ہم نے ابھی سابع میں ذکر کی اور وہ کہ:

(بقیہ صفحہ گزشتہ) تھی مگر شاید تھانوی صاحب گلہ کرتے لہذا حاشیہ پر ان کی نقل ثبوت کی اب نظر انصاف درکار ہے اور توفیق اللہ عز وجل کے ہاتھ، تھانوی صاحب اگر ادعائے طلب تحقیق میں پتے ہیں مسلمان ہو جائیں شاعر کی بات پر عمل کچھ ضروری نہیں کہ۔ ع آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہوں گے نسأ اللہ العافیۃ، ۱۲/ نور محمد اعظمی عفی عنہ۔

”شیطان کی وسعت علم کا حال نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا“

اور وہ کہ:

”عقائد نصوص سے ثابت ہوتے ہیں خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہذا

مؤلف قطعیات سے ثابت کرے“

سب صریح ناظر ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اس علم کا ماننا نص قطعی وارد ہونے پر موقوف رکھتا ہے حدیث صحیح آحاد میں ہو تو کافی نہیں کیا بے عطائے الہی علم ملنا ماننے پر یوں کہا جاتا دیکھو امام الطائفہ کا دھرم کہ:

”ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے“

یعنی یہ اور بتوں کو خدا ماننا یکساں ہے کہ کیا اگر کوئی کہے کہ مہادیو خدا ہے تو اس پر یہی کہو گے کہ بھائی اس کے ماننے کو نص قطعی درکار ہے ورنہ اگر حدیث صحیح میں بھی ہو تو کافی نہیں کیونکہ یہ عقیدے کی بات ہے۔

تاسعاً وہ تقریر دیکھو کہ:

”فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطائے فرما دے ممکن ہے

مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے“

دیکھو صاف عطائی میں کلام کر رہا ہے:

عاشراً امکان کا خود جا بجا قائل ہے صرف ثبوت فعلی کا منکر ہے کیا آپ

کے نزدیک گنگوہی صاحب بے عطائے الہی علم ملنا ممکن جانتے تھے ایسا ہے تو اقرار

کردیجئے دام کھل جائیں گے۔

حادی عشر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اس علم

کے ثابت کرنے پر کہتا ہے:

”مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب ہوتا ہے“

ثانی عشر:

”قیاس سے اسکا اثبات جہل ہے“

ثالث عشر:

”تحقیق مؤلف کی جہل ہے“

رابع عشر:

”سوء فہم مؤلف کا ہے“

خامس عشر:

”کو تاہ نہی مؤلف کی ہے“

اگر براہین والے کی یہ بحث علم بے عطائے الہی میں ہوتی اور مؤلف کو اس کا ثبوت سمجھتا تو کیا فقط ”جہل و کو تاہ نہی“ کا حکم لگاتا چیخ نہ پڑتا کہ مؤلف کافر مرتد مشرک ہے کہ بے خدا کے دیئے علم مانتا ہے۔

سادس عشر اس نے تصریح کی کہ:

”مؤلف آپ شاید شرک میں مبتلا نہ ہوئے“

بے عطائے الہی علم ماننے پر شرک میں یونہی شک شبہ رکھتا یا اپنے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کی طرح بنکار اٹھتا کہ:

”ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے“

کیوں تھا نوی صاحب ابو جہل یا اس کے برابر مشرک کو کہنا شاید شرک میں نہ ہو کفر ہے یا نہیں۔

سابع عشر کہتا ہے کہ:

”افضل ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائے کہ زیادہ“

کون سا علم عطائی یا بے عطا ملک الموت کا علم کیسا پھر برابری و زیادت کی نفی کرتا ہے کمی تو جائز ہے کیا کم بیش درکنار ایک بات کا علم بھی بے عطا ممکن ہے۔

بالجملہ اصل بحث و منشاء بحث و اعتقاد فریقین اور عبارت کا فقرہ فقرہ سب اس مجبوری کی جھوٹی گڑھت پر لعنت کر رہے ہیں کیا یونہی کفر اٹھا کرتا ہے۔ کیوں جناب تھانوی صاحب بحمد اللہ تعالیٰ کیسے دلائل قاہرہ سے ثابت ہوا کہ گنگوہی صاحب نے جس علم کا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ماننا شرک خالص بتایا وہی علم ابلیس لعین کے لئے خود ثابت مانا اور آپ بلباس باطنی اب اس خط میں دوبارہ ایمان لا چکے ہیں کہ:

”شرک میں تفریق نہیں ہو سکتی جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو جس کسی کے لئے ثابت کی جائے شرک ہی ہوگی کیونکہ خدا کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا“

اب تو اپنے اقراروں پر قائم رہ کر بول اٹھئے کہ بیشک گنگوہی صاحب صریح مشرک تھے گنگوہی صاحب میں ایمان کا کوئی حصہ نہ تھا گنگوہی صاحب شیطان ملعون کو خدا کا شریک مانتے تھے دوہرے اقراروں کے بعد پھر عذر کا محل کیا ہے؟ اور آپ نہ مانیں تو اہل انصاف تو دیکھتے ہیں اور کوئی نہ دیکھے تو واحد قہار تو دیکھتا ہے جس کا شریک ابلیس کو مانا جس کے حبیب کی یہ شدید توہین کی فللہ الحجة البالغة۔

ثامن عشر تھانوی صاحب باطنی آپ کہتے ہیں:

”علم عطائی کسی کے لئے ثابت کرنا شرک نہیں کہا گیا“

یہ آپ کا اپنا خیال ہو مگر گنگوہی صاحب کے دھرم کے قطعاً خلاف ہے پھر توجیہ القول بمالایرضی بہ قائلہ کیا انصاف ہے ”فتاویٰ گنگوہیہ“ حصہ اول صفحہ ۶۴ میں ”تقویۃ الایمان“ کی نسبت ہے:

”بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں“

وہیں ہے:

”اگر کتاب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو وہ مبتدع فاسق ہے“
صفحہ ۱۲۲ میں ہے

”تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اسکے استدلال بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اسکا رکھنا پڑھنا عمل کرنا عین اسلام ہے“
اب تقویۃ الایمان کی سنئے اشراک فی العلم میں کہا:

”اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء سے رکھے خواہ بھوت سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے ہر طرح شرک ہے“

دیکھے شرک میں ذاتی و عطائی کا فرق نہیں کیا گنگوہی صاحب اسکے خلاف عقیدہ رکھ کر اپنے منہ مبتدع فاسق بلکہ عین اسلام کے مخالف ہیں۔

تاسع عشر تقویۃ الایمان کی اس عبارت اور اس کے کثیر امثال سے ثابت کہ اس کے دھرم میں جس طرح ذاتی و عطائی کا فرق باطل ہے یونہی رسول و شیطان میں کہ وہ ہر جگہ انبیاء اور بھوت سب کو ملاتا ہے تو گنگوہی صاحب نے اگرچہ صرف شیطان کے لئے مانا اگرچہ صرف عطائی مانا تقویت الایمانی دھرم پر ضرور کافر مشرک ہوئے اور جب وہ تقویت الایمان کے سب مسئلے صحیح و عین اسلام مانتے ہیں تو خود اپنے منہ بھی مشرک ہوئے غرض گنگوہی صاحب نے رسول کے لئے شرک کہا اور شیطان کے لئے ثابت مانا اب چاہے رسول و شیطان سے فرق کریں یا ذاتی و عطائی سے دونوں فرق اسمعیل کے نزدیک مردود اور گنگوہی صاحب مشرک۔ ع

قضائے نبشتہ بناید سترد

عشرین مختصر اچلے علم محیط زمین غیر خدا کے لئے ماننا شرک ہے یا نہیں اگر نہیں تو براہین مشرک گر کو بتی دکھائیے اور اگر ہاں تو صرف ذاتی یا عطائی بھی بر تقدیر اول ذاتی کس نے مانا تھا اور یہ براہین والا کسے کہتا ہے کہ

”جسکا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا وہ البتہ مشرک ہے“

بر تقدیر دوم آپ تھانوی صاحب بلباس باطنی خود مقرر ہیں کہ براہین والا شیطان کے لئے عطائی مانتا ہے تو وہ آپ کے اقرار سے مشرک ہو قسمت کا لکھا کون مٹائے۔

حادی وعشرین

بجملہ ہیں اس کاذب گڑھت کی چاند پوری کوٹ دی۔
اب اس عبارت براہین میں اور جہالتیں ضلالتیں ہیں ان کے بھی بعض کا بھانڈا پھوڑ دوں وباللہ التوفیق۔

اول تو وہی ظلم شدید کہ ”انوار ساطعہ“ نے تو عمر پوری کے ادعائے اختصاص پر نقض کیا گنگوہی صاحب نے بکمال عیاری اسے استدلال ٹھہرا لیا ”انوار“ کے صاف لفظ شروع بحث میں یہ تھے:

”زمین پر کل جگہ موجود ہونا تو کچھ خاص مخصوص خدا کے ساتھ نہیں“

[براہین صفحہ ۵۰]

اور اس پر ملک الموت و شیطان وغیرہ کی مثالیں دے کر آخر میں کہا تھا:

[صفحہ ۵۲]

”تو یہ صفت خاص خدا کی کہاں ہوئی“

ثانی وعشرین

مصنف مرحوم کو یہاں وہابیہ کی ہوس شرک کا توڑنا ہے دیکھو ان کی عبارت:

”تمہارے قاعدے سے چاہئے وہ مشرک ہو جائے حالانکہ تحقیق یہ ہے

[براہین صفحہ ۵۱]

کہ نہ وہ مشرک ہے نہ کافر“

ایضاً:

”تمہارے استدلال کے موافق تو چاہئے یہ سب محدث اور فقہا زیادہ

[صفحہ ۵۳]

مشرک ٹھہریں“

ایضاً:

”سبحن اللہ شرک کے معنی بھی یہ حضرات خوب سمجھے جسکو یہ شرک کہتے ہیں اسکی تشریح گزر چکی جہاں چاند سورج اور ملک الموت کی تمثیل ہے“ [صفحہ ۲۰۳]
 ”اب دیکھیے اس بیان کو کفر و شرک سے شتمہ بھی لگاؤ نہیں“ [صفحہ ۲۰۷]
 ”اہل حق پر واضح ہو کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ ہر محفل میں روح مبارک آتی ہے ہاں یہ دعویٰ ہے کہ اگر کسی کا یہ اعتقاد ہو وہ مشرک نہیں“ [صفحہ ۵۳]

اور بلاشبہ ابطال شرک کے لئے امکان کافی کہ شریک باری قطعاً ممکن ہے مگر گنگوہی صاحب نے جا بجا امکان بیکار اور فعلیت درکار ٹھہرائی ان کی تین عبارتیں اوپر گزریں یعنی خدا کا شریک ہو تو سکتا ہے مگر ہے نہیں جیسے کذابوں کے نزدیک معاذ اللہ اس کا کذب اس کا جہل تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔

ثالث وعشرین یہاں گنگوہی صاحب پر کثیر رد انباء المصطفیٰ

شریف“ میں فرمائے ہیں جو بفضلہ تعالیٰ ۱۹ برس سے لا جواب ہیں ان میں سے بعض انہیں عبارت شریفہ میں سنئے قرآن کریم کی تین آیتوں سے علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روز اول سے روز آخر تک تمام ماکان و مایکون کو محیط ہونا دلیل قطعی سے ثابت فرما کر ارشاد کیا:

”مخالفین ان آیات کے خلاف پر اصلاً ایک دلیل صحیح صریح قطعی الافادہ نہیں دکھا سکتے اور اگر بفرض غلط تسلیم ہی کر لیں تو ایک یہی جواب جامع و نافع و نافی و قانع سب کیلئے شافی و کافی کہ عموم آیات قطعہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار آحاد سے استناد محض ہرزہ باقی میں اس مطلب پر تصریحات ائمہ اصول سے احتجاج کروں اس سے یہی بہتر کہ خود نجدیہ زمانہ کے انہیں گنگوہی پیشوا کی شہادت دوں۔ ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

نصوص قطعہ قرآن عظیم کے خلاف پر احادیث آحاد کا سنا جانا بالائے طاق یہ بزرگوار صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبر واحد سے استدلال ہی جائز نہیں نہ اصلاً

اس پر التفات ہو سکے اسی براہین قاطعہ لما امر اللہ بہ ان یوصل میں اسی مسئلہ علم غیب کی تقریر مہمل و مختل میں اپنے اور اپنے تمام طائفے کے پاؤں میں تیشہ زنی کو یوں لکھتے ہیں:

”عقائد مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہیں

قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہذا

اسکا اثبات اسوقت قابل التفات ہو کہ قطعیات سے اسکو ثابت کرے“

نیز صفحہ ۸۱ پر لکھا:

”اعتقادات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے نہ ظنیات صحاح کا“

صفحہ ۸۷ پر کہا:

”آحاد صحاح بھی معتبر نہیں چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے“

الحمد لله مناظرہ تو انہیں دو حرفوں میں ختم ہو گیا، ہاں وہاں تمام نجد یہ دہلوی و گنگوہی و جنگلی و کوہی سب کو دعوت عام ہے اجمعو اشرکاء کم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالہ یا ایک حدیث متواتر یقین الافادۃ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیائے مذکورہ ماکان و مایکون سے فلاں امر حضور اقدس ﷺ پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یھدی کید الخائبین اگر ایسا نص نہ لاسکو اور ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو خوب جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے مکر کو الحمد للہ رب العلمین“

رابع وعشرین پھر فرمایا:

طرہ یہ کہ یہی گنگوہی بہادر خود ہی اسی صفحہ میں دو ۲ سطر ہی بعد اپنے مدعائے باطل کی سند میں لکھتے ہیں:

”خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم“

اس پر چار رد کی طرف اشارہ فرما کر ارشاد کیا:

”ان سب سے قطع نظر دل چھیننے والی ادا تو یہ ہے کہ:

”شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں الخ“

قطع نظر اس سے کہ ملا جی کو ہنوز روایت و حکایت میں تمیز نہیں اس بے اصل حکایت سے استناد اور شیخ محقق قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کی طرف اسناد کیسی جرات و وقاحت ہے شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”مدارج شریف“ میں یوں فرمایا ہے:

”ایجا اشکال می آرند کہ در بعض روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من بندہ ام نمیدانم انچہ در پس ایں دیوارست جوابش

آنت کہ ایں سخن اصلے ندارد و روایت بدال صحیح نشدہ است“

کیوں ملا جی کچھ آنکھیں کھلیں ایسا ہی ”لا تقربوا الصلوۃ“ پر عمل کرو گے

تو خوب چین سے رہو گے۔ ع

اس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ

خامس و عشرين پھر فرمایا:

”امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ”لا اصل له“ یہ حکایت محض بے اصل ہے امام

ابن حجر مکی نے افضل القریٰ میں فرمایا ”لم يعرف له سند“ اس کے لئے کوئی سند

نہ پہچانی گئی افسوس اسی منہ سے مقام اعتقادات بتانا احادیث صحاح بھی نامقبول

ٹھہرانا اسی منہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم عظیم گھٹانے کو ایسی بے اصل

حکایت سے سند لانا اور ملمع کاری کے لئے شیخ محقق کا نام لکھ جانا جو صراحتہً فرما رہے

ہیں کہ اس حکایت کی جڑ نہ بنیاد، اب اسکے سوا کیا کہیے کہ ایسوں کی داد نہ فریاد“

سادس و عشرين پھر فرمایا:

”اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ تو آپ فضائل سے

نکلو اگر اس تنکنا میں داخل کرائیں تاکہ صحیح بخاری و مسلم کی حدیثیں مردود بنائیں اور

حضور کی تنقیص شان میں یہ فراخی دکھائیں کہ بے اصل مقولے بے سند منقولے

سب سما جائیں۔ ع

حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو
سابع و عشرين مسلمانوں مسلمانوں اللہ ایک نظر انصاف گنگوہی
 صاحب کیا صاف صاف فرما رہے ہیں کہ:

”تمام مسلمان شیطان سے افضل ہیں تو مؤلف سب عوام میں بسبب افضلیت
 کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اسکے برابر تو بزعم خود علم غیب ثابت کرے“
 دیکھو کیسے کھلے لفظوں میں گنگوہی صاحب شیطان کے علم غیب پر
 ایمان لا رہے ہیں اور وہ بھی اس دھڑلے سے کہ بھلا عام مسلمانوں میں کوئی اس
 کے برابر علم غیب ثابت تو کر دے براہین والے نے بزعم خود مخالف کا یہ زعم تراشا ہے
 کہ افضلیت موجب اعلیٰ ہے اس بنا پر کہتا ہے کہ اپنے زعم پر بر بنائے افضلیت
 شیطان کے برابر تو علم غیب ثابت کر لے علم غیب کا لفظ مؤلف کے کلام میں نہ تھا اور
 جو علم مؤلف نے ثابت کیا اسے براہین والا خود نصوص سے ثابت مانتا اور اسی کو علم غیب
 کہتا ہے اور واقعی وہ وہابیہ کے نزدیک علم غیب ہے بلکہ بہت علوم غیب سے کروڑوں
 درجے زائد کہ انکے یہاں ایک پیڑ کے پتوں کی گنتی جان لینا علم غیب ہے ایک جلسہ
 نکاح پر مطلع ہو جانا علم غیب ہے۔

براہین صفحہ ۴۹:

”فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علمی میں کافر لکھا ہے“

تو علم محیط زمین تو لا کھوں کروڑوں علم غیب کا مجموعہ ہوا گنگوہی صاحب سے
 فرماتے ہیں کہ شیطان کو جتنا علم غیب ہے بھلا دوسرے میں ثابت تو کر دو کہتے اب کیا
 خود آپ پر نہ لگا وہ جبروتی حکم جو آپ نے اپنے فتاویٰ کے حصہ سوم صفحہ ۷۱ میں کہا:
 ”اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے“

مگر یہ کہتے کہ آپ کے یہاں ابلیس غیر حق تعالیٰ نہیں آپ کا حق تعالیٰ وہی ہے

ثامن وعشرین واقعی بچارے مسلمان آپ کے شیطان کی برابری کیا کر سکیں جبکہ آپ کے نزدیک ان کے اور تمام جہاں کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے برابر نہیں ہو سکتے اس کے لئے علم غیب پر خود اپنے منہ ایمان لاؤ اور محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جو علم غیب مانے اس پر کفر و شرک کا منہ آؤ دیکھو یہی حصہ ۳ صفحہ ۴۲:

”جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے“

دور کیوں جائے یہیں نہ دیکھئے کہ شیطان کے لئے علم غیب نصوص قطعیہ سے ثابت مانا اور وہی علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ماننے پر وہ حکم کہ ”شُرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے“

واقعی ایمان گنگوہی صاحب کے سب حصے تو شیطان کے لئے ہو گئے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کون سا حصہ رہتا کہ ان کا امام الطائفہ ”تقویت الایمان“ میں کہہ ہی گیا کہ:

”اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اوروں کو ماننا محض خبط ہے جتنے پیغمبر آئے ہیں سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے اللہ نے فرمایا کسی کو میرے سوا نہ مانو“

ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اللہ کے سوا ہیں پھر انہیں کیونکر مانیں بخلاف شیطان کہ وہ ان کے یہاں عین خدا ہے وہی ان کا حق تعالیٰ ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

تاسع و عشرین ہر مسلمان جانتا ہے کہ علم غیب فضیلت ہے و لہذا وہ باری عز و جل کی صفات کریمہ سے ہے گنگوہی صاحب نے بھر منہ اسے ابلیس کے لئے ثابت مانا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سلب کیا تو یقیناً اس عظیم

فضیلت میں ابلیس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صرف افضل نہ بتایا بلکہ یہ فضیلت اس ملعون کے لئے خاص مانی اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے خالی ٹھہرایا اور کیا کافر کے سر پر سنگ ہوتے ہیں۔ صدق اللہ تعالیٰ و اعمیٰ ابصارہم ومن کان فی ہذہ اعمیٰ فہو فی الاخرۃ اعمیٰ و اضل سبیلا۔

اذناب یوں بکتے ہیں کہ انہوں نے تو ذلیل و ناپاک علم شیطان کے لئے خاص کئے ہیں نہ کہ فضیلت والے اور خود گنگوہی صاحب فرما رہے ہیں کہ مردود مجھ پر جھوٹ نہ باندھو میں گنگوہی تو ایک اعلیٰ درجے کی فضیلت بلکہ خاص اللہ عزوجل کی جلیل صفت علم کو ابلیس کیلئے ثابت جانتا اور مسلمانوں کے رسول محمد (ﷺ) کو اس فضل عظیم سے خالی مانتا ہوں کذا لک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ۵

ثلاثین جناب تھانوی صاحب طاہری اور ان کے بعد تمام علمائے دیوبند سے استفتاء ہے اللہ عزوجل کو اگر ایک جانتے ہوں تو اسی ایک واحد قہار کے لئے بتائیں کیا دیوبندی مذہب میں نبی ﷺ کی نسبت یہ عقیدہ کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے کفر یقینی ہے کیا اگر کوئی شخص ایسے عقیدہ والے کو کافر کہنے سے زبان روکے اور اس میں صرف اندیشہ کفر مانے وہ کافر ہے کیا اگر ایسا نہیں تو جو کہے ”شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے“ وہ مسلمان کی تکفیر کر کے کافر یا گمراہ ہوایا نہیں بینوا تو جرا۔ سوال کی ہر بات کا جواب دیجئے اور اس میں اپنی طرف سے تغیر و تصرف نہ کیجئے گنگوہی صاحب کے بہت جوابوں کی طرح ناقص و محرف نہ ہو

والسلام علی من اتبع الهدی۔

اس علم محیط کے متعلق گنگوہی اور آپ تھانوی اور اسماعیل دہلوی صاحب کی

۱۔ گنگوہی صاحب کی عادت ہے کہ جہاں جواب میں دقت دیکھی سوال اڑا گئے ان کے فتاویٰ میں بکثرت ایسے ناقص جواب ملیں گے اور دوسرا کمال یہ ہے کہ مطلب کے لئے سوال کی کاپی لٹ کر لیتے ہیں سائل آم پوچھے آپ املی کہتے ہیں ۱۲/ منہ۔

خوب خوب خبر گیری میرے رسال ”ادخان السنان“ رد دوم بسط البنان تھانوی صاحب میں ہے جس میں آپ سے ایک سو ساٹھ ۱۶۰ قہر سوال نہیں، نہیں سروہابیہ پر ایک سو ساٹھ ۱۶۰ خیال ہیں چھ ۶ رسال ہوئے کہ آپ تھانوی صاحب ظاہری کے یہاں رجسٹری شدہ گیا ہے اور آج تک بجز اللہ تعالیٰ لا جواب ہے۔

اب آپ اپنے طلب تحقیق کے لباس میں اسے ضرور بغور ملاحظہ کیجیے و الہادی ہو اللہ لا الہ سواہ۔ آپ نے اس رسالہ کا کوئی جواب دیا ہو تو فوراً بھیجے ورنہ اس کا نام و نشان ہی بتائیے کہ منگالوں۔



WWW.NAFSEISLAM.COM



بحث دوم تکفیر نانوتوی صاحب

اے تھانوی صاحب باطنی عبارت ”تخذیر الناس“ کے متعلق آپ نے جو کچھ تقریر لکھی **اولاً** وہ نہ آپ کی ہے نہ آج کی بلکہ مدت ہوئی ادھر والے پیش کر چکے اور میرے رسالہ ”وقعات السنان“ رد اول بسط البنان نے گھر تک پہنچا دیا اس میں آپ تھانوی صاحب ظاہری سے ایک سو بیس ۱۳۲ قہر سوال نہیں نہیں سارے دیوبندیہ کے سر ایک سو بیس ۱۳۲ رجبال ہیں یہ ”ادخال السنان“ سے بھی پہلے رجسٹری شدہ پاس تھانوی صاحب کے پہنچ گیا ان شبہات کا کافی جواب اس سے دیکھئے یہاں اس تحریر باطنی کے متعلق جس قدر ہے وہی گزراش ہوگا ظاہری تھانوی صاحب آپ اگر بحیثیت ظاہری اپنے باطنی روپ کو نہ دیں تو اسی روپ میں آکر دونوں رسالے مطبع اہل سنت سے پھر منگا لیجئے اس رسالہ کا بھی آپ نے کوئی جواب دیا ہو تو بھجوائے یا نام ہی بتائیے۔

اتنا اجمالاً یہاں بھی گزراش کہ ولید ایک کتاب میں لکھے کہ ”عوام کے خیال میں تو اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا بایں معنی ہے کہ اللہ اکیلا ہے تنہا خدا ہے مگر اہل فہم پر روشن کہ ایک یا اکیلے ہونے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں نہ یہ مقام مدح میں ذکر کے قابل آدم بھی ایک ہے ابلیس بھی ایک ہے بلکہ معنی تو حید یہ ہے کہ اللہ معبود بالذات ہے دوسرے اگر ہوتے بھی تو معبود بالعرض ہوتے اس سے تنہائی آپ ہی لازم آگئی پھر دوسرا خدا نہ ہونا قرآن وحدیث وتواتر واجماع سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہوگا تو حید اگر بایں معنی تجویز کی جائے جو میں نے عرض کیا تو اللہ کا واحد ہونا بندوں ہی کی

۱۔ بالذات کا شاخسانہ دونوں مرتدوں یعنی ولید اور جناب نانوتوی صاحب نے دھوکے دینے کو بڑھایا آگے تصریح کر دی کہ یہ مقام مدح میں ذکر ہی کے قابل نہیں کیا مقام مدح میں صرف ذاتی فضل مذکور ہوتے ہیں کیا انبیائے سابقین کے مدح نبوت سے نہ ہوگی جو نانوتوی دھرم میں عرضی ہے، ۱۲/منہ۔

نظر سے خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض ازل میں بھی کہیں اور کوئی خدا ہو جب بھی اللہ کا واحد ہونا بدستور باقی بلکہ بالفرض اگر بعد ازل بھی کوئی خدا ایک دو یا دس بیس یا لاکھ دس لاکھ پیدا ہو جائیں تو پھر بھی تو حید الہی میں کوئی فرق نہ آئے گا“ انتھی۔

یہ مسلم موحد ہے یا مشرک کافر؟ بر تقدیر اول کیا مسلمان ایسی ہی تو حید مانتے ہیں جو اور خداؤں کی نانی و منانی نہ ہوئی اور اس معنی کو کہ اللہ ایک ہے جاہلوں نا فہموں کا خیال اور ناقابل مدح و خالی از کمال سمجھتے ہیں بر تقدیر ثانی وہ کیوں کافر و مشرک ہوا حالانکہ اس نے دوسرے خدا نہ ہونے کے ساتھ الوہیت بالذات کو بھی ثابت کیا ہے اور دوسرا خدا نہ ہونے کو قرآن و حدیث و تواتر و اجماع امت سے ثابت کر کے اس کے منکر کو کافر بتایا ہے پھر تعجب ہے کہ تکفیر کس بنا پر ہے یہ کیا غضب ہے کہ متکلم اپنی مراد اپنا مطلب صاف صریح لفظوں میں اپنی اسی کتاب میں اسی بحث میں اسی مسئلہ میں بیان کرتا ہے مگر اس کی کچھ شنوائی نہیں ہوتی۔

ثانیاً ”تحدیر الناس“ شاید آپ نے دیکھی نہیں سنی سنائی کہہ دی کہ اس میں یہ مضمون نہیں اب دیکھئے شروع کلام اسی سے ہے کہ:

”عوام کے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں“

دیکھیے وہ معنی کہ ائمہ علمائے اربعین صحابہ سب نے سمجھے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے انہیں جاہلوں نا فہموں کا خیال بتایا۔

ثالثاً صفحہ ۳۳ دیکھیے:

”اس میں ایک تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور شکل رنگ سکونت وغیرہ اوصاف میں جنہیں فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے دوسرے رسولؐ کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے

کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال“
دیکھئے کیسی صریح تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ وسلم کا خاصہ عظیمہ
خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء خود کوئی فضیلت ہونا درکنار اسے فضیلت میں دخل تک نہیں
وہ کوئی کمال نہیں بلکہ ایسے ویسوں کے ذلیل احوال کی طرح ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

رابعاً اس سے اوپر متصلاً دیکھئے:

”ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام
مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی ہو سکتی ہے مگر میں جانتا
ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی“

دیکھئے صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ وسلم کا یہ خاصہ جلیلہ مقام
مدح میں ذکر کے قابل نہیں کیا آج تک کسی مسلمان نے ایسا بکا ہے رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ وسلم کے ایسے وصف کریم کی ایسی تذلیل و تحقیر کوئی مسلمان کر سکتا ہے حاشا للہ۔

خامساً میں نے یہاں کفریات نانوتوی صاحب سے یہ بھی گنا تھا کہ:
”حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی اگر کوئی نیانبی مانا جائے تو
خاتمیت میں خلل نہیں“

الحمد لله کہ آپ نے ”تخذیر الناس“ میں اس کے وجود سے انکار نہ
کیا ملاحظہ ہو کہ یہ خاتم النبیین پر ایمان نانوتوی صاحب کا خاتمہ کر گیا ختم زمانی کے
اس ریائی اقرار اور اس کے منکر کے تصنعی اکفار کا پردہ اتر گیا یا یوں کہئے کہ اس صفحہ ۱۱۸
کے ظاہری اسلام کو جو خود باقرار نانوتوی صاحب برائے نام تھا صفحہ ۳۳۳ کا یہ صریح
کفر منسوخ کر گیا پچھلے کفر کو گزشتہ اسلام کیا مٹا سکتا ہے بلکہ یہ کفر ہی اسے منسوخ کر گیا
یہ تو بدیہی ہے کہ اس تقدیر پر کہ:

”بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو“

ختم زمانی باطل ہو جائے گا کہ وہ تو یہی تھا کہ:

”آپ سب میں آخر نبی ہیں“ [تخذیر الناس ۲]

اور جب حضور کے بعد اور نبی پیدا ہو تو سب میں آخر نبی کب رہیں گے کہ ان سے آخر اور ہو اغرض اس سے ختم زمانی کا انتقاد یہی اور اسکے انتفا سے نانو تو ی صاحب کا ساختہ ختم ذاتی بھی ختم کہ اسے ختم زمانی لازم تھا:

تخذیر الناس صفحہ ۹:

”ختم نبوت بمعنی معروض کو تا آخر زمانی لازم ہے“

اور لازم کے انتفا سے ملزوم کا انتفا لازم تو نہ ختم زمانی رہا نہ ذاتی بچا سب فنا اور خاتمیت بجا اس میں کچھ خلل نہ آیا یہ کیسا شدید کفر ہے اور کتنی ڈھٹائی کے ساتھ دیوبندی تعصب و عناد کے مارے ہوئے ہیں تھانوی صاحب آپ تو اب طالب تحقیق ہیں ضرور اس پر غور کریں گے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل ان کے بدگویوں کی حمایت نہ لیں گے۔

سادساً یہاں آپ اپنی سمجھ قاصر رہنے پر اللہ کو گواہ کر رہے ہیں اس شدید قسم کی حاجت نہ تھی اکابر دیوبند تو اسے سمجھے نہیں آپ کیا سمجھتے، اب سمجھئے اور بلباس باطنی نہ سمجھ سکیں تو تھانوی صاحب ظاہری بنکر سمجھئے تعدد^۱ امکان امکان تعدد نہیں جیسے اجتماع امکانات امکان اجتماع نہیں حصول فردیت ہر شخص سے ممکن اور تعدد محال بالذات ممکن کے وجود و عدم دونوں ہر وقت ممکن اور اجتماع محال بالذات ہر تضاد میں دونوں ضدیں ہمیشہ ممکن کہ ممکن کبھی محال نہیں ہو سکتا ورنہ انقلاب مواد لازم آئے اور اجتماع محال جو وقت لیجئے اس میں رات اور دن دونوں ممکن اور دونوں ہوں یہ محال اس کی نظیر شرعیات میں حل للزواج ہے عورت نامحرم کے لئے حلال اور اجتماع شرعاً محال

۱۔ جس چیز میں تعدد محال ہے اور علی سبیل البدلیۃ دو یا سو کا احتمال ہے وہاں تعدد امکان تو ہوا یعنی متعدد احتمالات ممکن ہیں مگر امکان تعدد ناممکن کہ مفروض یہ ہے کہ اس شئی میں تعدد محال ہے، ۱۲/منہ۔

تو اس امکان ذاتی سے امکان تعدد خاتم سمجھنا کیسا باطل خیال اتنی نا فہمی کے بعد اس کی کیا شکایت کہ:

”سب اس عالم سے ایک ہی وقت میں تشریف لیجائیں تو سب خاتم ہونگے“
ایک بھی نہ ہوگا کہ خاتم کے معنی باقرار ”تخذیر الناس“ صفحہ ۲۱۰ یہ ہیں کہ:
”سب میں آخر نبی“

جب دس بیس ایک ساتھ ہوئے تو سب میں آخر ایک بھی نہ ہوا۔
سابعاً تعجب تو یہ ہے کہ ”المعتمد المستند“ شریف کی عبارت صفحہ ۱۰۹/ جس کا آپ نے پتہ دیا خود اسی میں اس شبہ باطلہ کے کشف کی طرف صاف ایمان فرمادیا تھا کہ ”اما الذاتی فلا یحتمل الا کفار بل هو ههنا صحیح وان بطل فی تعداد خاتم النبیین لان الآخر بالمعنی الموجود ههنا لا یقبل الا اشتراک عقلاً و تمام تحقیقہ یطلب من فتاویٰنا“ کشف دیکھ کر بھی نہ سمجھنا وہی سمجھ کا قصور ہے جس پر آپ اللہ تعالیٰ کو شاہد کر رہے ہیں مگر یہ آپ پر الزام نہیں دیوبندی مکشوفین حتیٰ کہ تھانوی صاحب ظاہری تک اس کی سمجھ سے قاصر ہیں پھر لباس باطن کی کیا شکایت۔

ثامناً محض غلط ہے کہ دیوبندیہ امتناع بالغیر کے قائل ہیں نرے زبانی ”نشہد انک لرسول اللہ“ کا جواب ”واللہ یشہد ان المنفقین لکذبون ۵“ ہوتا ہے وہ مکابر ہیں آپ تو اب طالب تحقیق بنے ہیں۔

انصافاً غور کیجئے ممکن بالذات کسی محال بالذات کے لزوم سے ممتنع بالغیر ہوگا یا ممکن بالذات کے ممکن کے لزوم سے ممکن کا محال ہو جانا بداہتہ محال حضور اقدس خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ہونا بلاشبہ نافی خاتمیت ہے اور خاتمیت

۱۔ یہاں اول من دخل و آخر من دخل کا قصہ پیش کرنا صریح بے ایمانی دو شخص اور انکے بعد کہیں داخل ہوں تو یہ دونوں اوروں سے بعد ہوئے ۱۲/ منہ۔

کا انتقام محال کہ اس سے معاذ اللہ کلام الہی کا کذب لازم آئے گا قال اللہ تعالیٰ: ولكن رسول الله وخاتم النبيين اور کذب الہی قطعاً محال بالذات تو اسکے لزوم نے اسے محال بالغیر کر دیا لیکن دیوبندیہ بلکہ سارے کے سارے وہابیہ کے نزدیک کذب الہی معاذ اللہ ممکن تو اس کا لزوم اسے کیونکر ممتنع بالغیر کر دے گا مسلمانوں کے خوف سے اپنے کفر پر پردہ ڈالنے کو زبانی امتناع بالغیر رٹنا کیا مفید، اب تو آپ کو مسلمانوں اور دیوبندیوں کا فرق کھل گیا۔

تاسعاً انصافاً ملاحظہ ہو، نانوتوی صاحب نے اس دیوبندی ڈھول کی کھال تک نہ رکھی کہ امتناع بالغیر تھا تو اسی لئے کہ خاتمیت میں فرق آئے گا اور وہ فرما چکے۔
تخذیر الناس ۳۳:

”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا“

اب کہتے وہ امتناع بالغیر کس گھر سے لائیں گے تو یہ ادعا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہو سکے کے نانوتوی صاحب قائل ہیں کیسی صریح ڈھٹائی ہے۔

عاشراً معاذ اللہ کہ کوئی مسلمان ان کفروں اور کفریوں کا قائل ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونا (جسے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک سب مسلمان سمجھ رہے ہیں) جاہلوں کا خیال ہے

۱۔ یہاں وہابیہ کی انتہائی حرکت مذہبی یہ ہو سکتی ہے کہ حضور کے بعد نبوت جدیدہ کوئی خاتمیت اور نفی خاتمیت کو کذب اور کذب کو نقص باری لازم اور یہ محال بالذات ہے تو وہ دونوں محال بالغیر مگر یہ محض ہوس ہے اولاً گھر ہی ڈھائے گی کذب فرد نقص ہے اور عام محال بالذات ہونا اسکے ہر فرد کو محال بالذات ہی کرتا ہے تو کذب محال بالذات ہو گیا نہ یہ کہ انسان ولا انسان کا اجتماع القیہین محال بالغیر ہو کہ عام محال بالذات ہے۔ ثانیاً جھوٹے ہیں کہ ان کے نزدیک نقص باری محال بالذات ہے انکا امام یکروزی میں صاف ممکن مانتا اور ترفع و تنزه کیلئے اس سے بچنا بتاتا ہے، ۱۲/منہ۔
۲۔ ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ۱۲/منہ۔

[تخذیر الناس ۲] ناہمی ہے صفحہ ۲/ یہ وصف کریم نہ کوئی کمال ہے صفحہ ۳/ نہ اسے اصلاً فضیلت میں دخل صفحہ ۳/ نہ وہ مدح میں ذکر کے قابل صفحہ ۳/ آیت کے یہ معنی ہوں تو خدا پر زیادہ گوئی کا وہم صفحہ ۳/ قرآن کی عبارت بے ربط صفحہ ۳/ بلکہ خاتمیت کے وہ معنی ہیں کہ حضور کے بعد (ایک بلکہ لاکھ) نبی ہونے کو منع نہیں کرتے صفحہ ۳۳/ بڑوں (یعنی ائمہ و علماء و تابعین و صحابہ بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فہم اس مضمون تک نہ پہنچا انہوں نے ٹھکانے کی بات نہ کہی اور طفل نادان (یعنی نانوتومی صاحب) نے تیر مار لیا ٹھکانے کی بات کہدی صفحہ ۳۴/ پھر ان موہمات کی کیا شکایت کہ حضور کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں صفحہ ۴/ حضور کی نبوت قدیم ہے اوروں کی حادث صفحہ ۷/ حضور کے کمالات ذاتی ہیں اور کسی نبی کا کوئی کمال ذاتی نہیں، ترک صفحہ ۲۔

ہاں انہیں میں ان کے رنگ کفر کی ایک اور ہے کہ حضور تو ہمیشہ نبی رہیں گے لیکن اور انبیاء کی نبوت فنا ہوگئی یا اب فنا ہو جائے گی صفحہ ۷/ کون مسلمان ایسی شیطنتیں بک سکتا ہے مگر ہاں یہ قاعدہ آپ نے بہت مفید باندھا کہ جس امر میں فضیلت سمجھی جائے اسے ثابت ماننا ضرور ہے اسکے ثبوت کے لئے کسی درود وغیرہ کی ضرورت نہیں یہی دلیل کافی ہے کہ وہ فضیلت ہے لہذا ثابت ہے۔

الحمد للہ یہ قاعدہ وہابیت و دیوبندیت کا خاتمہ کر دے گا فی الحال اتنا ہی بتائیے کہ زمین کی کتنی ہستی بے طائے الہی عرش و فرش کے ذرے ذرے کو علم و بصیرت و قدرت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محیط ہونا آپ کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں کیا اس میں فضیلت نہیں اور اگر ثابت ہے تو گنگوہی صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل جلیلہ کے کاٹنے والے ہوئے یا نہیں جن کے لئے کروڑوں کروڑ درجے علم محیط زمین سے زائد علم ثابت ہے فقط مجالس کا علم ماننے پر حکم شرک جڑ کر اپنی قبر کو کروڑوں شرکوں سے پاٹنے والے ہوئے یا نہیں؟ بلکہ

وہ عظیم احاطے جانے دیجئے صرف علم محیط زمین ہی لیجئے یہ کیا فضیلت نہیں جسے خود گنگوہی صاحب عطا سے تعبیر کرتے ہیں پھر گنگوہی اس پر ایمان سے کیوں منحرف ہیں اور کیوں کہتے ہیں کہ:

”ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے“
اور کیوں کہتے ہیں کہ:

”بدون حجت ایسی بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے“

افسوس کہ آپ کا یہ باطنی لباس ان کے وقت میں نہ ہوا کہ ان کی آنکھیں کھولتا اور فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر انہیں ایمان کی طرف بلاتا اگرچہ من یضلل اللہ فما لہ من ہاد۔



بحث سوم

صرف تکفیر فقہی اسماعیل دہلوی صاحب

کلام علمائے کرام سمجھنے کی لیاقت ہر ایک کہاں سے لائے

و کم من عائب قولاً صحیحاً ❀ و افته من الفہم السقیم
یہ مسئلہ چنداں دقیق بھی نہ تھا موضوع کتاب جاننے والے پر مخفی نہ رہتا جسے
آپ واقعی طالب تحقیق ہوتے تو بعونہ تعالیٰ ادنیٰ تنبیہ میں سمجھ لیتے مگر تمام دیوبندیہ
ایک تو بے علم دوسرے کج فہم تیسرے متعصب چوتھے مکابر یہ ظلمت بعضہا
فوق بعض۔ وہ ”علی ابصارہم غشاوۃ“ ہیں کہ ”اذا اخرج یدہ لم یکدیرھا“
احتمق بلید اپنی بد فہمی سے کلام حق پر ایسا اعتراض جانتا ہے جسے اعتقاد کر لیتا ہے کہ لاحل
ہے جواب ناممکن ہے اور جب حق آفتاب فکشفنا عنک غطاء ک کی تجلیوں
سے دمکتا ہوا سر پر آتا ہے اس وقت آنکھیں کھلتیں اور بد الہم من اللہ مالہم یکنونوا
یحتسبون ۵ جلوہ فرماتا ہے۔

اگر صرف بلاد ت بے تعصب تھی تو ایمان لاتا ہے تذکروا فاذا ہم مبصرون
ورنہ وہ آنکھیں کھلنا آنکھیں پھٹ کر رہ جانا بنتا ہے فاذا ہی شاخصۃ ابصار الذین
کفروا ۱۔ تھانوی صاحب دیوبندیہ کو ان کے حال پر چھوڑیے ذرہم یخوضوا و
یلعبوا ۲۔ آپ طلب تحقیق کے لباس میں رہ کر سمجھئے دیکھئے بعونہ تعالیٰ فید مغہ فاذا هو
زاهق ابھی عیاں ہے وباللہ التوفیق۔

تسہیل فہم کے لئے چند مقدمے تمہید کریں ادنیٰ عقل والا بحمدہ تعالیٰ انہیں
سے فوراً سمجھ لے گا کہ دیوبندیہ جسے لاحل اشکال سمجھ کر غل پر رہے تھے وہ انہیں کے
گلے کا غل تھا فہمی الی الا ذقان فہم مقمحون ۵ ہاں اس کا علاج کسی کے پاس

نہیں کہ اغشیہم فہم لا یبصرون و سوا علیہم اندرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون و سيعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

مقدمہ ۱:- تاویل تین قسم ہے قریب، بعید، معذور، کما فی منتهی السؤل و فصول البدائع و غیرہما ثالث حقیقہ تاویل نہیں تحویل ہے باعتبار زعم مرتکب یا تجریداً اس پر بھی اطلاق ہے قول علماء: لا یقبل التاویل فی الضروری میں ضرور یہی مراد کہ ضروری میں غیر معذور معذور، یہی معنی تاویل متعین میں متعین ورنہ متعین نہ ہو ہاں متعین میں سب قسمیں ممکن۔

مقدمہ ۲:- جمہور فقہاء کے نزدیک اکفار کو متعین کافی عامہ حنفیہ و مالکیہ و حنبلیہ اور بہت شافعیہ کا یہی مسلک اور اکثر متکلمین و فقہائے محققین حنفیہ و غیرہم شارط تعین منہ الروض میں ہے: عدم التکفیر مذہب المتکلمین و التکفیر مذہب الفقہاء فلا یتحد القائل بالنقیضین فلا محذور۔

لا جرم تاویل صحیح اگرچہ کتنی ہی بعید ہو متکلمین قبول کریں گے یہ ہے وہ کہ محققین محتاطین نے فرمایا کہ ایک بات میں ننانوے پہلو کفر کے ہوں اور ایک اسلام کا تو پہلوئے اسلام کو ترجیح دیں گے یہ ہے وہ کہ سل السیوف الہندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ [۱۳۱۲ھ] اور حاشیہ الکو کبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ [۱۳۱۲ھ] میں فرمایا کہ جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے ان کے نزدیک تکفیر اور حکم بوقوع طلاق میں زمین آسمان کا تفاوت ہے طلاق صریح میں خلاف ظاہر احتمال قاضی نہ سنے گا نہ عورت مانے گی فانہا کا لقاضی کما فی الفتح و البحر و غیرہما۔

ہاں عند اللہ طلاق نہ ہوگی اگر اس نے کسی اور پہلوئے محتمل کی نیت کی یہ ہے وہ کہ فتوائے مبارکہ میں ہدایہ سے تھا لا نہ نوی ما یحتملہ لیکن یہاں یہ بھی حکم کفر نہ کریں گے بلکہ اگر اس نے پہلوئے کفر کی نیت کی تو عند اللہ کافر ہوگا اور یہ کافر

نہ کہیں گے برعکس طلاق کہ اس صورت میں عند اللہ طلاق نہ تھی اور حکم طلاق دیتے درود میں ہے: اذا كان في المسئلة وجوه تو جب الکفر (ای احتمالات اھ ش) و واحد يمنعہ فعلى المفتى الميل لما يمنعہ ثم لو نيته ذلك فمسلم والا لم ينفعه حمل المفتى على خلافه.

لیکن عامہ فقہاء کے یہاں اس کا وہی حکم مثل طلاق صریح ہے کہ معنی ظاہر پر عمل اور احتمال بعیدنا متقبل اور باطن مفوض بعلم عزوجل حتی کہ امام ابن حجر بآنکہ بہت احتیاط برتتے ہیں اعلام میں فرماتے ہیں: الذی يتحرر انه بالنسبة لقواعد الحنفية والمالكية وتشديداتهم يكفر عند هم مطلقا واما بالنسبة لقواعدنا وما عرف من كلام ائمتنا فاللفظ ظاهر في الکفر وعند ظهور اللفظ فيه لا يحتاج الى نيته كما علم من فروع كثيرة وان اول قبل منه. نیز فرماتے ہیں: عملنا بما دل عليه لفظه صريحا وقلنا له انت حيث اطلقت هذا اللفظ ولم تؤول كنت كافرا وان كنت لم تقصد ذلك لانا انما نحكم بالكفر باعتبار الظاهر وقصدك وعدمه انما ترتبط به الاحكام باعتبار الباطن فاللفظ اذا كان محتملا لمعان فان كان في بعضها اظهر حمل عليه وكذا ان استوت ووجد لا حدها مرجح والارادة وعدمها لا شغل لنا بها.

مقدمہ ۳:- یہاں سے ظاہر ہوا کہ لفظ صریح میں تاویل مقبول نہ ہونا متفق علیہ ہے مگر متکلمین کے طور پر صریح سے مراد متعین کہ مراد متعین اور تاویل سے مراد متعذر کہ غیر متعذر اور فقہاء کے طور پر صریح متعین و متعین کو شامل اور تاویل متعذر و بعید کو یونہی کسی قول کفری پر یہ حکم کہ اس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں اگر بحث کلامی میں ہے تو مفاد تعین اور جگہ نہ ہونا نفس احتمال کی نفی کہ کوئی دوسرا پہلو ہی نہیں اگرچہ بعید اور بحث فقہی میں ہے تو مفاد تعین اور جگہ نہ ہونا نفی تحمل یعنی قابل قبول نہیں خواہ راستاً احتمال ہی

نہ ہو یا بعید ہو۔

مقدمہ ۴:- کفریت قول مطلقاً مذہب کلامی میں کفر قائل نہیں کہ اسے تبیین کافی اور اسے تعین درکار، فتح القدر، بحر الرائق ونہر فائق و مٹخ الروض میں ہے: ذلک المعتقد فی نفسه کفر فالقائل به قائل بما هو کفر وان لم یکفر اس کے مثل ”مجمع بحار الانوار“ میں ازہری سے دربارہ خلق قرآن منقول خود امام الدیابہ گنگوہی صاحب کے فتاویٰ حصہ اول صفحہ ۷۵/۱ میں ہے:

”ان افعال کو کفر ہی کہنا چاہئے مگر مسلم کے فعل کی تاویل لازم ہے“

یہ ہے وہ کہ سل السیوف و حواشی کو کتبہ شہابیہ میں فرمایا کہ:

”اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات“

اور جب یہ استلزام نہیں تو وہ احتیاط کلامی کہ قائل سے کفر لسان کی حامی قول پر حکم میں درکار نہیں بلکہ اس میں یہی احتیاط ہے کہ اس کی خباثت شاعت کفریت خوب آشکار کی جائے کہ عوام کی نگاہ میں کلمہ کفر ہلکانہ ہونے پائے و ہواحد محامل تشدیدات الفقہاء الکرام۔

مقدمہ ۵:- دیوبندیوں کی تکفیر مذہب کلامی پر ہے ولہذا علمائے کرام حرین طہیین نے فرمایا کہ ان کے کفر میں شک کرنے بھی والا کافر ہے لیکن کتاب مستطاب الکوکبۃ الشہابیہ کہ جمدہ تعالیٰ پچیس ۲۵/۱ برس سے جان و ہابیہ و امام الوہابیہ پر صاعقہ بار و شہاب افکن اور اب تک لا جواب ہے اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ لا جواب رہے گی اول تا آخر اس کا موضوع بحث فقہی ہے صفحہ ۱۰/۱ سے شروع جواب ان لفظوں سے ہے:

”بلاشبہ وہابیہ اور ان کے پیشوا پر حسب تصریحات جماہیر فقہاء حکم کفر ثابت“

صفحہ ۶۲/۱ پر ختم جواب میں یہ لفظ ہیں:

”فرقہ وہابیہ اور اس کے امام بلاشبہ جماہیر فقہاء کی تصریحات پر کافر“

تو ساری کتاب خالص بحث فقہی پر ہے بالکل اخیر میں صرف اتنے لفظ مذہب کلامی پر ہیں کہ:

”اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب واللہ سجنہ و تعالیٰ اعلم“

صفحہ ۶۱ میں تمام بحث و کلام کے ختم پر یہ حاشیہ ہے:

”یہ حکم فقہی متعلق بہ کلمات سفہی تھا“

اس کے بعد مذہب کلامی کا بیان ہے کہ:

”لزوم و التزام میں فرق ہے ہم سکوت کریں گے ان کے پیشوا کا حال مثل یزید ہے کہ محتاطین نے اس کی تکفیر سے سکوت کیا“

میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ طالب تحقیق پر ان مقدمات ہی نے حق واضح کر دیا ہاں دیوبندیہ جن کو بدیہیات بھی نظریات بلکہ مجہول مطلق ہیں انہیں یوں سمجھائیے اگر سمجھ سکیں مگر حاشا انی لہم الذکری وقد جاء رسول مبین ○
ثم تولو اعنه وقالوا معلّم مجنون ○

ان کے لئے سمجھ کہاں ان کے پاس تو حق واضح فرمادینے والے رسول (ﷺ) تشریف لائے پھر انہیں سے منہ پھیر بیٹھے اور بولے یہ تو پڑھائے ہوئے مجنوں ہیں پڑھائے ہوئے یوں کہ دیوبندی ملوں سے مل کر حضور کو اردو بولنا آ گیا (دیکھو براہین قاطعہ طبع دوم صفحہ ۲۶) اور معاذ اللہ دوسرا لفظ مجنوں یوں کہ جیسا علم غیب ان کو ہے ایسا تو ہر مجنوں کو حاصل ہے (دیکھو حفظ الایمان صفحہ ۷)۔

۱۔ تحقیق انیق قول وباللہ التوفیق: یہاں تین چیزیں ہیں کلام تکلم متکلم ان میں سے جس کسی میں احتمال محتمل قابل قبول پیدا ہو مانع تکفیر شخص ہوگا اگرچہ کفریت قول ثابت ہو کلام میں احتمال کی صورت تو وہی کہ مقدمہ ۲ میں گزری اور تکلم میں احتمال یہ کہ جس کی طرف وہ کلام منسوب ہو اس سے اسکے ثبوت میں تاثر ہو تو کلام اگرچہ یقیناً جزاً کفر ہو اس شخص کو کافر نہ کہیں گے کہ اس کا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بہر حال میں واضح کو واضح ترکردوں اللہ عزوجل جسے چاہے گانفع پہنچائے گا وباللہ التوفیق **اولاً** فتوائے مبارک اور پہلی عبارت ”تمہید الایمان“ میں تناقض سمجھنا تو وہ کمال دانشمندی ہے جس کے رد کو ان مقدمات کی بھی حاجت نہیں دونوں عبارتوں کے الفاظ ہی ہدایت کو بس تھے ذرا ایک نظر پھر دیکھ لیجئے فتوے میں مطلق صریح کا ذکر ہے یا کسی قسم خاص کا اور ”تمہید الایمان“ کی اسی عبارت میں یہ لفظ ہیں یا نہیں کہ ”صریح نا قابل تاویل“۔

ثانیاً صریح بے شک متعین و متین دونوں کو شامل جس کا ثبوت فتوائے مبارک میں عبارات ہدایہ و فتح القدیر سے دیدیا گیا فتوے میں دونوں شقوں کا ذکر تھا ”تمہید الایمان“ خاص مسلک و معتمد و مختار مذہب کلامی پر ہے (مقدمہ ۵) بحث کلامی میں صریح خاص بمعنی متعین متعین اس کے لئے دوسرا محمل ناممکن (مقدمہ ۳) اس صریح میں بیشک ادعائے تاویل مردود جس پر ”شفا و شروح شفا“ سے تصریحات موجود اس سے مطلق صریح کا نافی احتمال یا ہر صریح میں ہر تاویل کا نامقبول و ہذیان سمجھ لینا اس لباس کا کام نہیں دوسرے لباس کا دیوبندی ہذیان ہے۔

ثالثاً عبارات فتح القدیر و ہدایہ در بارہ طلاق ہیں وہی حکم تکفیر میں جاری

(بقیہ صفحہ گزشتہ) تکلم ثابت نہیں اور متکلم میں احتمال یہ کہ اس کلام سے اس کی توبہ و رجوع مسموع ہو یہ اگر بہ ثبوت قطعی ثابت ہو جب تو ظاہر کہ اس کی تکفیر حرام بلکہ بفتوائے کثیر فقہاء خود کفر اور ایسا ثبوت ہو کہ مترد کر دے جب بھی قائل کے بارے میں کف لسان درکار اگرچہ قول کفر صریح نا قابل تاویل ہو حدیث کا ارشاد ہے: کیف وقد قیل اور اگر نری افواہ بے سرو پایا کن فیکون کے بعد اس کے بعض ہوا خواہوں کا مکابرانہ ادعا ہو تو اس پر التفات نہ ہوگا حافظ ۱۲/منہ۔

فائدہ تقسیم تاویل کبھی یوں کی جاتی ہے کہ دلیل سے ہو تو صحیح اور شبہ سے فاسد اور بزور زبان تو استہزاء ظاہر ہے کہ تاویل کی جگہ وہیں کہیں گے جہاں صحیح ہو اور یہ کلاماً و فقہاً ہر طرح مقبول، فقہاء تاویل فاسد قبول نہیں کرتے مگر متکلمین بوجہ شبہ اسے بھی مانع تکفیر جانتے ہیں اور ثالث حقیقۃً تاویل نہیں کھیل اور تمسخر ہے یہ فقہاء و متکلمین کسی کے نزدیک مقبول نہیں ایسا ہی کفر وہ ہے کہ جو اس پر تکفیر نہ کرے کافر ہے اور اسی کا ”تمہید الایمان“ میں بیان ہے ”زرقانی علی المواہب“ مقصد (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کرنا اگر بطور متکلمین ہو صریح ہدیان ہے کہ فرق زمین و آسمان ہے (مقدمہ ۲) اور بطور فقہاء مسلم ان کے طور پر اسماعیل ضرور کافر عبارت صفحہ ۳۵ ”تمہید ایمان“ ان کے مسلک پر نہیں بلکہ دربارہ متعین ہے اور تکفیر سے سکوت بطور متکلمین مکشوفوں سے کہتے۔ ع

گر فرق مذاہب نہ کنی زندیقی

رابعاً عبارات ”صراط مستقیم“ دہلوی کی نسبت یہ لفظ کہ:

”اس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں“

تمہید ایمان میں ہے یا کو کبہ شہابیہ میں کو کبہ شہابیہ بحث کلامی میں ہے یا بحث فقہی میں (دیکھو مقدمہ ۵) بحث فقہی پر ضرور اس میں کسی تاویل کی جگہ نہیں کہ وہ تاویل بعید نہیں سنتے (مقدمہ ۳) اور عبارت تمہید ایمان میں بحث کلامی ہے (مقدمہ ۵) وہاں صریح وہ کہ متعین ہونا قابل تاویل وہ جس میں کوئی احتمال بعید بھی نہ ہو (مقدمہ ۳) دشنامی عبارت دہلوی میں تاویل کی جگہ نہ ہونا تو بحث فقہی سے لیا جائے اور ناقابل تاویل کو کفر نہ کہنے کا کفر ہونا بحث کلامی سے لیا جائے یہ دیوبندیہ کی کیسی صریح بے ایمانی ہے اگر بحث کلامی مثلاً تمہید ایمان میں ہوتا کہ دشنام دہلوی میں تاویل کی جگہ نہیں یا بحث فقہی کو کبہ شہابیہ میں ہوتا کہ جو اس پر تکفیر نہ کرے کافر ہے تو ہدیان دیابنہ کو جگہ ہوتی و لکن الوہابیہ قوم لا یعقلون۔

خامساً کھلی گستاخی ناقابل تاویل ہونا اور قائل کا کافر ہونا دونوں کا حاصل ایک ہے تو کو کبہ شہابیہ کی اس عبارت کا صریح مفاد اسماعیل کی تکفیر ہے تکفیر سے زائد

(بقیہ صفحہ گزشتہ) مقصد عبارات میں ان تینوں صورتوں کا بیان فرمایا کہ: حمل الظاهر علی المحمل المخرج وح انکان لدلیل فصیح او بشہة ففاسدا ولا لشيء فلعلم لا تاویل تو کو کبہ شہابیہ کا ارشاد کہ اس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں اس کلمہ خبیثہ دہلوی کو قسم اول سے خارج کرتا ہے نہ یہ کہ قسم سوم میں داخل کرتا ہے جس میں تمہید ایمان کا کلام ہے تو ان عبارتوں میں تعارض جاننا اور وہ ملعون شبہ لانا صریح بے ایمانی ہے، جواب اسی قدر کافی تھا مگر حضرت مصنف سلمہ نے چاہا کہ خود کتاب مبارک ”الکو کبتہ الشہابیہ“ اپنا مطلب ارشاد فرمائے لہذا یوں تقریر فرمائی، ۱۲/ عبدہ نور محمد عفی وعنه۔

اور مفاد کیا ہوگا اسماعیل کی صاف صریح تکفیر کو کبہ شہابیہ میں ایک یہیں نہیں بکثرت جا بجا ہے صفحہ ۱۰ ”بلاشبہ وہابیہ کے پیشوا پر حکم کفر قائم“ صفحہ ۱۱ ”خود اپنے اقرار سے ٹھیٹ کافر“ صفحہ ۱۱ ”وہ سچ کافر ہے“ صفحہ ۱۵ ”کیونکر بالا جماع کافر و مرتد نہ ہوگا“ صفحہ ۱۸ ”یہ سب کافر ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے الخ“ صفحہ ۴۱ ”خود کافر ہے“ صفحہ ۵۲ ”خود کافر ہے“ صفحہ ۶۲ ”بلاشبہ مرتد کافر“۔

کیا ان کثیر تکفیروں کو کوئی عاقل یہ گمان کر سکتا ہے کہ حضرت مصنف علام نے اپنی طرف سے کیس حاشا وہ اپنا مسلک تو ان سب کو لکھ کر یہ فرما رہے ہیں کہ ”ہمارے نزدیک کف لسان مناسب“ بلکہ یقیناً وہ سب بطور فقہاء ہیں جس پر سب میں پہلی عبارت شروع رسالہ اور سب میں بعد کی ختم رسالہ میں دو شاہد عدل ہیں کہ دونوں میں اسے جما ہیر فقہائے کرام کی طرف منسوب کیا ہے آغاز میں بتا دیا کہ کلام طور فقہی پر ہوگا آخر میں بتا دیا کہ کلام طور فقہی پر تھا تو بیچ میں جو کچھ ہے یقیناً طور فقہی پر ہے وہ لفظ بھی کہ ”کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں“ اسی بیچ میں تھا اور انہیں تکفیروں میں سے ایک تھا تو قطعاً انہیں کی طرح طور فقہی پر تھا فانی تو فکون۔

ساری کتاب مسلک فقہی کے بیان میں ہے اپنا مختار صرف سطر اخیر میں بتایا ہے یہ جملہ عین وسط کتاب میں ہے وہاں سے اسے توڑ کر سطر اخیر سے ملانا اور مسلک مختار مصنف پر ٹھہرانا کیسی صریح بے ایمانی ہے۔

خدا ایمان دے تو اتنا سمجھنا کچھ دشوار نہیں کہ فقہاء کے طور پر اسکے کلام میں تاویل کی جگہ نہ تھی تو ان کے طور پر جا بجا اسے کافر کہا اور سطر اخیر میں متکلمین کے طور پر تکفیر سے زبان روکی تو یہاں اسے ناقابل تاویل بھی نہ کہا پھر کہاں اوندھے جاتے ہیں ولکن الوہابیۃ قوم لا یفقیہون۔

سادسا:

”یہ صریح سب و دشنام کے لفظ“

حکم کلمہ ہے اور بیشک وہ کلمہ ملعونہ ایسا ہی ہے کہ بحث فقہی ہے اور اس میں صریح بمعنی متبیین اور کفر قائل پر جزم محتاج متعین (مقدمہ ۴)۔

سابعا قسموں سے اسے مؤکد فرمایا ہے کہ ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی انہیں ایذا پہنچی یہ بلاشبہ حق ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عرض اعمال کے تو دیوبندیہ بھی مقرر ہیں اور جو کلمہ اپنے صاف صریح متبیین معنی پر گستاخی و دشنام ہو ضرور اسے گالی ہی کہا جائے گا اور ضرور موجب ایذا ہو گا اگرچہ اپنے پہلو میں کوئی خفی بعید احتمال عدم دشنام رکھتا ہو مگر متعین ہرگز نہ ہو گا جب تک ہر ضعیف سا ضعیف بعید سا بعید احتمال بھی منتفی نہ ہو جائے یہ عدم تعین اس احتمال پر کہ شاید مراد قائل بعید وہ پہلوئے بعد ہو صرف بطور متکلمین مقام احتیاط میں اسے تکفیر سے بچائے گا اس کے ارادہ پر ہم کو جزم نہ دے گا نہ یہ کہ وہ گالی نہ رہے یا ایذا نہ دے بھلا اگر کوئی شخص جناب دہلوی و تھانوی صاحبان کو ایسا لفظ کہے تو کیا وہ اسے اچھا جان سکتے ہیں یا اس سے ایذا نہ پائیں گے کیا لفظ کان تک آتے ہی ذہن کو اپنے ظاہر متبادر معنی کی طرف فوراً متوجہ نہیں کرتا اور جب وہ دشنام و قبیح ہیں تو کیا ایذا نہ دیں گے قطعاً دیں گے جس کا انکار نہ کرے گا مگر مکابر۔

تو واضح ہوا کہ گالی ہونا اور ایذا پانا نہ تعین پر موقوف نہ خاص معنی قبیح نیت قائل جاننے پر دلیل اپنے امام گنگوہی صاحب کی دیکھئے حصہ سوم صفحہ ۳۴ رضم یا بت وغیرہ الفاظ نعت اقدس میں لکھنے سے سوال تھا جواب میں تصریح کی کہ:

”یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا معانی ظاہرہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے“
پھر حکم یہ لگایا صفحہ ۳۵:

”ان الفاظ میں گستاخی و اذیت ظاہرہ ہے پس انکا بلکنا کفر ہوگا“

یہاں تو معلوم تھا کہ قائل کی نیت گستاخی نہیں پھر بھی اسے گستاخی و اذیت ہی ٹھہرایا اور حکم کفر لگایا جہاں نیت کا علم نہ ہو مجرد احتمال لفظ پر گستاخی و اذیت سے

کیونکر خارج ہو جائے گا؟۔

ثامناً آپ نے پانچ جگہ لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اس کلمہ میں اسمعیل کی نیت پر مطلع ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے کہ اس نے وہی پہلو مراد لیا جو کفر ہے:

[۱] چہ جائیکہ متکلم کے مراد لینے کی خبر ہو!

[۲] آپ کو تو قائل کی نیت کا علم بھی ہوا!

[۳] تاویل کی نہ آپ کے نزدیک گنجائش نہ قائل نے مراد لی!

[۴] صاحب صراط مستقیم میں نہ احتمال کی گنجائش نہ وہ احتمال انکی مراد!

[۵] معنی کفریہ کا مراد ہونا آپ کے نزدیک محقق و ثابت!

اور یہ بھی اسی پر مبنی ہے کہ:

”انکے متکلموں نے گالیاں ہی مراد لیں“

تو یہ چھ افتر اہوئے آپ تو اب طالب تحقیق بنتے ہیں طالب تحقیق کا یہ کام نہیں کہ افتر اکرے اور وہ بھی ایسے جیتے اور اتنی بار اور یوں بررو! ہونہ ہو آپ کے اس لباس کو پردہ بنایا گیا اور یہ مکشوفوں کی باتیں ہیں کیا وہ کذبین و مکذبین رب العلمین کو کبہ شہابیہ میں کوئی حرف اس سفید جھوٹ کا دکھا سکتے ہیں کہ فرمایا ہو ہمیں اس کی نیت کا علم ہو گیا کہ اس نے معنی کفر مراد لیے ہیں سبحان اللہ ایسا ہوتا تو یہی فرمایا جاتا کہ:

”ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان مختار“ [صفحہ ۶۲]

یہی فرمایا جاتا:

”ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال

ملے گا حکم کفر کرتے ڈریں گے“ [حاشیہ صفحہ ۶۱]

یہی فرمایا جاتا کہ:

ہم براہ احتیاط تکفیر سے زبان روکیں“ [ایضاً حاشیہ صفحہ ۶۱]

یہی فرمایا جاتا:

”میں اسمعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے فان الا سلام یعلو ولا یعلیٰ“

[تمہید ایمان صفحہ ۴۳ / از سبحان السبوح صفحہ ۸۰]

ایسا ہوتا تو دیوبندی یہ یونہی روتے کہ ہائے ہائے امام الطائفہ کو کافر نہ کہا اذنا ب کی تکفیر کی انکی نہ کی اذنا ب کو ان سے چھڑا لیا، رہے فقہا انکے حکم فرمانے کو دعویٰ اطلاع نیت سے کیا علاقہ کہ وہ ظاہر پر حکم فرماتے ہیں نیت سے بحث نہیں رکھتے (مقدمہ ۲) البتہ جمہور متکلمین اور ان کے موافقین فقہائے محققین اگر تکفیر کریں گے تو یا احتمال نہ مانیں گے معنی کفر میں متعین جانیں گے یا اطلاع نیت کے بعد، یہ ہے وہ جو صفحہ ۳۳ / تمہید ایمان میں ارشاد ہوا نیت نہ معلوم ہونے ہی کا تو سبب ہے کہ اپنا مسلک وہ ارشاد فرمایا کہ:

”مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ“

کلام علمائے کرام سمجھنا عوام کو مشکل اور دیوبندیہ کو محال ہے ملا خطہ ہو کہ جہاں بحث فقہی تھی بوجہ تبیین بطور فقہا تکفیر لکھی اور نیت سے بحث نہ کی اور جب مسلک و مختار ذکر فرمایا بوجہ عدم علم نیت تکفیر سے احتیاط کی۔

تاسعا طرفہ یہ کہ اول آپ نے یہ تعریض کی:

”چہ جائیکہ ایسے معنی مراد لے جو محتمل ہی نہ ہوں“

حالانکہ یہ ساتواں افترا تھا کہ وہ شہابیہ میں کہیں اس کا پتہ نہیں ابھی رابعاً میں ہمارا کلام یاد کیجئے اب یہاں یہ مطلب ٹھہرایا:

”اور صاحب صراط مستقیم میں نہ احتمال کی گنجائش نہ وہ احتمال انکی مراد“

ابھی سن چکے کہ یہ افترا اے محض ہے دونوں قول دیوبندی خود گڑھت ہیں،

اب فرمائیے کہ نفی گنجائش سے اگر راساً نفی احتمال مراد یعنی کوئی دوسرا احتمال ہے ہی نہیں تو یہ اشارہ کس طرف ہے کہ:

”نہ وہ احتمال انکی مراد“

اور اگر نفی قبول مراد کہ دوسرے معنی محتمل تو ہیں مگر مقبول نہیں تو اسکے کیا معنی کہ:

”ایسے معنی مراد لئے جو محتمل ہی نہ ہوں“

کتنا کہہ دیا تھا کہ فتوائے مبارکہ و فرق تین و تعین سمجھ میں نہ آئے تو اخیر درجے
تھانوی صاحب ظاہری تک سے سمجھئے مگر آپ نہ سمجھے یا وہ بھی نہ سمجھے کہ سمجھا سکتے۔

عاشراً آپ لکھتے ہیں:

”یہ تمام فقہاء کا مذہب آپ ہی نے نقل فرمایا ہے کہ سو میں ایک احتمال بھی
اسلام کا ہو تو مسلمان ہی کہیں گے“

یہ دیوبندیہ کا آٹھواں افتراء ہے بتائیے تو تمام کا لفظ کہاں فرمایا ہے تمہید
ایمان صفحہ ۳۳ کی عبارت خود اسی خط میں آپ اس قدر نقل کر چکے ہیں کہ:

”بلکہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے“

یہ عبارت اس مکر مرتدین کے رد میں ہے کہ:

”فقہ میں لکھا ہے جسمیں ننانوے باتیں کفر کی ہوں الخ“

جن فقیہوں نے یہ لکھا انہیں کا مطلب بتایا ہے کہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا
ہے نہ یہ کہ تمام فقہاء کا مذہب ہے، ملاحظہ کیجئے دیوبندیہ کو افتراء میں کتنی جرأت ہے
”تمہید الایمان شریف“ اسی بحث اسی بیان میں یہ لفظ تھے:

”محققین فقہاء کا فر نہ کہیں گے“ [صفحہ ۳۵]

ولكن الدنيا بنة لا يصرون.

حادی عشر یہ افتراء اٹھا کر اس پر تفریع جمائی کہ:

”پھر آپ کا یہ فرمانا کہ جماہیر فقہائے کرام کی تصریحات پر یہ سب کے سب

مرتد کافران سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض، احتمال کی صورت میں فقہا یہ حکم کیسے دے سکتے ہیں یہ نسبت تکفیر کی فقہا کی طرف محض غلط ہوگی۔“

ائمہ ثقات نے مبتدعین اہل تاویل کی تکفیر میں سلف سے خلف تک ائمہ کا اختلاف نقل فرمایا ”منح الروض“ و امام ابن حجر کی عبارات اور گزریں امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کا تاویل نہ ماننا اور انہیں کافر ہی جاننا جمہور سلف کا مذہب بتایا اور ایک جگہ اسی کو اکثر محدثین و فقہاء متکلمین کی طرف نسبت فرمایا شفا شریف میں فرماتے ہیں: اکثر اقوال السلف تکفیر ہم وهو قول اکثر المحدثین والفقهاء و المتکلمین۔ اسی میں ہے: اختلف الفقهاء و المتکلمون فی ذلك فمنهم من صوب التكفير الذي قال به الجمهور من السلف۔

آپ عدم تکفیر پر اجماع فقہاء تراش کر ان کی طرف نسبت تکفیر غلط کرنا چاہتے ہیں یہ باطنی تحقیق طلب کی حرکت نہیں اہل پردہ مشکوفین کی ہے۔

ثانی عشر طرفہ بکف چراغی یہ کہ کو کبہ شہابیہ سے یہ عبارت نقل کر لائے کہ:

”باجماع ائمہ توبہ اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض“

اور نہ جانا کہ حکم کس صورت میں ہے کفر مختلف فیہ میں ہے کہ مافیہ خلاف يؤمر بالتوبة و تجديد النكاح . در مختار و عالمگیری و بحر و نہر و غیر ہا اور اختلاف ائمہ نہ ہوگا مگر یہاں کوئی احتمال اسلام ہو کہ قطعی یقینی کافر قطعاً اجماعاً کافر ہوگا تو ثابت ہوا کہ فقہا بحال احتمال بھی تکفیر کرتے ہیں جسے دوسرے فریق نہیں مانتے۔

ثالث عشر آگے لکھا:

”اور اگر واقع میں کوئی احتمال نہیں تو آپ کی عدم تکفیر کی کیا وجہ ہوگی اور آپ کی عدم تکفیر پر تکفیر نہ ہونے کی کیا وجہ ہوگی“

یہ نہ فقط امام اہلسنت بلکہ اکابر فقہائے کرام پر چھانٹی کون نہیں جانتا کہ صدہا مسائل میں فقہاء تکفیر میں مختلف ہو جاتے ہیں ایک فریق کافر کہتا ہے دوسرا مسلمان مخ الروض وابن حجر و شفا شریف، در مختار وغیرہا کی عبارتیں ابھی گزریں۔

اب ہر اختلاف میں دیکھئے کہ وہاں احتمال اسلام ہے یا نہیں اگر ہے تو آپ کے نزدیک اجماع فقہاء تھا کہ سو میں ایک احتمال بھی اسلام کا ہے تو مسلمان ہی کہیں گے تو وہ بالا اجماع مسلمان ہوا اور ایک فریق فقہاء نے اسے کافر کہا تو اس اجماع کا جس میں خود بھی شریک تھے خلاف کیا اور اجماعی مسلم کو کافر کہا ان کافر کہنے والوں پر کیا حکم آیا اور اگر وہاں احتمال اسلام نہیں تو جس فریق نے مسلمان کہا اس سے کہیے آپ کی عدم تکفیر کی کیا وجہ ہوگی اور آپ کی عدم تکفیر پر تکفیر نہ ہونے کی کیا وجہ ہوگی کہ آپ قطعی کافر کو مسلمان کہہ رہے ہیں۔

رابع عشر آپ کہتے ہیں:

”صاحب براہین و تحذیر و حفظ الایمان اپنی عبارت کا مطلب خود ہی بیان فرمائیں مگر ان کا کفر قطعی“

صاحب براہین و تحذیر نے جیسا مطلب بیان کیا اس کا حال بحث اول و دوم میں دیکھ چکے البتہ خود آپ صاحب خفض الایمان نے دس برس کامل ضربیں کھا کر اپنے بیان مطلب میں سواد و ورق کی مبسوط کتاب لکھی جس کا یہ چھوٹا سا نام ”بسط البنان لكف اللسان عن كاتب حفظ الایمان“ اس میں اپنا مطلب خوب بیان کیا صفحہ ۷ پر بلا تاویل اپنا کفر مان لیا، صفحہ ۳ پر بلا شبہ اپنے آپ کو خارج از اسلام کہہ لیا، امام اہل سنت و علمائے حرمین طہیین نے تو جو ایسا مانے اسے کافر کہا تھا آپ نے اپنے کفر پر اور بڑھ کر ر جٹری کی کہ:

”فرمایا جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتاً یا اشارتاً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ

کی تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 دیکھئے بلا اعتقاد اور اشارۃً دو تکفیریں آپ نے اور اضافہ کیں آپ میرا رسالہ
 ”وقعات السنان“ اپنی حیثیت ظاہری سے لے کر دیکھئے مگر حسب وعدہ طالب تحقیق
 ہو کر پھر اگر آفتاب کی طرح روشن نہ ہو جائے کہ آپ تھانوی صاحب نے خفض الایمان
 میں کفر بکا اور بسط البنان میں ٹھنڈے جی سے اپنا کافرو خارج از اسلام ہونا قبول کر
 لیا تو میرا ذمہ۔

خامس عشر آپ پوچھتے ہیں:

”متعین ہونی کی صورت کیا ہے“

جی یہی جو براہین قاطعہ گنگوہی و تحذیر الناس و خفض الایمان میں آپ کے
 پیش نظر ہے کہ سولہ ۱۶ برس سے زیادہ گزرے دانتوں پسینے آرہے ہیں ایڑی چوٹی
 کے زور لگائے جارہے ہیں اور کفر نہ ہلتا ہے نہ ٹلتا نہ اپنی عبارتوں میں کوئی اسلام کا
 پہلو نکلتا صدق اللہ فبہت الذی کفر واللہ لا یهد القوم الظالمین ۵

سادس عشر آپ عبارت صراط مستقیم کو پوچھتے ہیں کہ:

”اگر وہ متعین ہوتی تو آپ کس انداز سے اس عبارت کو ادا فرماتے“

جی اسی طرز سے جس سے امام اہل سنت و تمام علمائے حرمین طہیین نے خوابان
 نانوتوی و گنگوہی اور آپ تھانوی صاحبان کی تکفیر فرمائی کہ وہ قطعاً یقیناً کافر مرتد
 مرتد اور جوان کو مسلمان جانے بلکہ انکے کفر میں شک ہی کرے وہ بھی کافر کافر۔
 خیر یہ سوال تو فضول تھا جس سے دیوبندیوں کو اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ جیسے الہی
 محمدی احکام ان کے ان پچھلے اماموں پر اللہ و رسول جل و علا و ﷺ کے شہروں سے
 آئے اسی رنگ کے اپنے امام اول دہلوی صاحب پر بھی سن لیں اگرچہ بصورت
 فرض و تقدیر کہ اگر اس کی عبارت متعین ہوتی تو کس طرح کہتے مگر مستور مکشوفوں کی
 سخت ڈھٹائی یہ ہے کہ:

”جس شہود مد سے صراط مستقیم کی نسبت لکھا ہے کیا انہیں مؤکد قسموں کے ساتھ ان کتب (براہین و تحذیر و خفض الایمان) کی نسبت بھی لکھ سکتے ہیں اگر آپ ایسی قسمیں کھالیں گے تب ثابت ہوگا کہ عبارات رسائل ثلاثہ آپ کے نزدیک متعین ہیں“

سبحان اللہ تمام علمائے حرمین طہیین نے فرمایا کہ: من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر جو ان کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے سولہ ۱۶ برس سے شدید ضربیں پڑتیں رہیں سارے کے سارے دیوبندیوں کی کمیٹیاں جڑیں اور پہلوئے اسلام نہ نکلنا تھا نہ نکلا اور ابھی ان عبارات کے متعین فی الکفر ہونے میں شبہ ہی رہا شبہ جب مٹے گا کہ ہم قسم کھا کر کہہ دیں شاید پروگیوں نے یہ سمجھا ہو کہ وہ جوافتر اجوڑ لیا تھا کہ امام اہل سنت نے دہلوی کی نیت معلوم ہو جانے کا دعویٰ فرمایا اور یہ دعویٰ وہاں ناممکن تھا کہ لفظ میں کیسا ہی احتمال بعید ہونیت غیب ہے وہی بے امرکانی شاید یہاں بھی رہے گی اور اس پر قسم نہ ہو سکے گی کہ:

”ان کے متکلمین نے گالیاں ہی مراد لیں“

لہذا یہ فقرہ اس حلف میں بڑھایا اور نہ سمجھے کہ متعین میں دوسرا پہلو ہے ہی نہیں جس کی نیت کا احتمال ہو ان کے متکلمین نے قطعاً یقیناً یہ ملعون الفاظ ہوش و حواس میں لکھے اس وقت سوتے نہ تھے پاگل نہ تھے شراب پیئے ہوئے نہ تھے تو یقیناً قصداً کہے اور جب وہ نہیں مگر گالیاں تو قطعاً یقیناً گالیاں ہی مرد لیں۔

ہاں ایک احتمال بعید رہے گا کہ گالیاں دیں تو عمداً مگر دل سے ان کے معتقد نہ تھے محض بطور استہزاء لکھیں تو اعتقاد قلبی پھر غیب رہے گا مگر کیا یہ کفر قطعی یقینی اجماعی سے بچالے گا حاشی اللہ، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ولئن سألتہم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل ابالله وایثہ ورسولہ کنتم تستہزءون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔

خود دیوبندیہ کے امام گنگوہی کے فتاویٰ حصہ دوم صفحہ ۲۱ میں ہے:
 ”کلمہ کفر بولنا عہداً اگرچہ اعتقاد اس پر نہ ہو کفر ہے“

بات یہ ہے کہ دیوبندیہ کفر بکتے بکتے تکفیر سنتے سنتے عادی ہو گئے ہیں سخت لفظ انہیں کڑا لگتا ہے اور اسے نرم سمجھتے ہیں کہ تم کافر مرتد اور جو تمہارے کفر میں شک کرے وہ کافر مرتد جب تو صراط مستقیم پر جو الفاظ ارشاد ہوئے ان کو شد و مد و گرم جوشی سمجھے اور ان کی نسبت جو یہ احکام لکھے ان کو ہلکا، حالانکہ ایمانی نگاہ میں یہ انتہا درجے کا سب سے سخت تر حکم ہے جس سے زیادہ شدید نامتصور اس کے بعد اور کون سی سختی ہمارے ہاتھ میں رہ گئی جسے ادا کرتے بخلاف دہلوی کہ اس پر یہ اشد حکم قطعی اجماعی نہ تھا لہذا اس کے کلمہ خبیثہ ملعونہ کی جتنی ملعونی ظاہر ہو سکی اسی پر اکتفا کی۔

سابع عشر پھر کہا:

”اسکے بعد وجہ فرق پوچھی جائے گی عبارت صراط مستقیم متعین کیوں نہیں“
 یعنی اور عبارات براہین و تحذیر و حفظ الایمان کیوں متعین ہیں ان عبارات کا متعین ہونا تو ابھی ۱۴/۱۵/۱۶ میں ثابت کر چکا ہوں خود قائلین متعین سمجھے ہوئے ہیں کہ کوئی پہلوئے اسلام نہیں نکال سکتے اور خود آپ تھانوی صاحب نے صراحتاً اپنا کافر و خارج از اسلام ہونا لکھ دیا تحریری اقرار کفر چھاپ دیا صراط مستقیم کا متعین ہونا یوں کہ وہ اجلہ اکابر بندگان خدا کہ بفضلہ تعالیٰ لایخافون لومة لائم کے مصداق ہیں جو ان مرتدین کے جیتے جی ان کو کافر و مرتد کہہ رہے ہیں اور مرتدین کو کچھ بن نہیں آتی کہ اپنا کفر اٹھائیں انہوں نے مردہ دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔

امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مولیٰ عز و جل کی بیشمار رحمتیں کیا خوب فرمایا کہ خوف زندوں کا ہوتا ہے نہ کہ مردوں کا فعل اللہ بہشام کذا و کذا اگر دہلوی کی عبارت بھی متعین ہوتی تو اس مرے ہوئے کا کیا خوف تھا کہ اس کی تکفیر قطعی کلامی سے کف لسان فرماتے۔

ثامن عشر پھر کہا:

”صراط مستقیم کی عبارت میں احتمال کیا ہے تاکہ دیکھا جائے کہ اس قسم کا احتمال براہین تحذیر حفظ الایمان میں بھی ہے یا نہیں“

اے سبحان اللہ ہم سے پوچھ کر ان کی بگڑی بنائیے گا ان بگڑوں سے آپ تو اپنی بگڑی بنی نہیں اور تو خاموش اور آپ تھانوی صاحب خود اپنی تکفیر میں گرم جوش۔
بفرض محال اگر آپ خود احتمال فی الدہلوی ہم سے پوچھ کر اس کے قیاس پر کوئی احتمال ان کی عبارتوں میں نکال سکیں تو وہ ان کو کیا نفع دے گا وہ احتمال ان کی مراد نہ ہونا ظاہر ہو چکا کہ مراد ہوتا تو کبھی کے اگل دیتے اب ان کی طرف سے آپ نیت کریں گے یہ وہی چاند پوری والی وکالت تھانوی ہے خاطر جمع رکھیے آپ کی نیت سے وہ مسلمان نہ ہو سکیں گے ابھی تو درمختار سے سن چکے کہ مفتی کا پہلو نکالا ہوا کافر کو نفع نہ دے گا نہ کہ آپ مفت ہی کا پہلو نکال کر انہیں مسلمان بنالیں۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ دیوبندی عبارتیں اگر بفرض غلط متعین نہ تھیں تو اب ان کے کفر میں متعین ہو گئیں کہ اگر ان میں کوئی پہلوئے اسلام ان کی مراد ہوتا تو کب کے بتا چکتے کس دن کے لئے اٹھار کھتے کذا لک العذاب والعذاب الاخرة اکبر لو کانوا یعلمون۔

اگر کہئے گنگوہی و نانو تووی سے کفر نہ اٹھے میں تو خود تھانوی ہوں تو جناب فرق حیثیت نہ گمائیے آپ سولہ برس تک عاجز آ کر ”بسط البنان“ میں کچھ نہ بنا کر اب لباس باطنی میں آ کر ہم سے سیکھ کر اپنی بگڑی بنا کر کیونکر نجات پاسکتے ہیں معہذا جب گنگوہی و نانو تووی کافر رہے اور وہ ایسے کافر ہیں کہ ”من شک فی کفرہ و عذابه فقد کفر“ اور آپ ان کو مسلمان بلکہ اپنا امام جانتے ہیں تو آپ پھر کافر کے کافر ہی رہے جف القلم بما ہو کائن۔

تاسع عشر میں نے پہلے خط میں فتوائے مبارکہ کی نسبت گزارش

کر دیا تھا کہ:

”اسے غور سے سمجھئے خود سمجھ میں نہ آئے تو اپنے سمجھانے والوں سے سمجھئے وہ بھی نہ سمجھیں تو تھانوی صاحب سے سمجھئے وہ بھی نہ سمجھیں تو اپنا اقرار بخیر لکھیں سمجھا دیا جائیگا وباللہ التوفیق“

اب کھلا کہ وہ طالب تحقیق آپ ہی ہیں کہ اس لباس میں تنزل کر کے نہایت سلیم حلیم مستفید بنے ہیں آپ کی طلب تحقیق سے ظاہر یہ ہے کہ آپ تو اس پر کار بند ہوئے ہوں گے ولہذا یہ دو ورق کا جواب چوبیسویں دن آیا کہ کچھ دن آپ بحیثیت باطنی سمجھے اور جب یہ حیثیت تھانوی صاحب ظاہری سے بہت تنزل کی ہے تو آپ سے اوپر اور ان سے نیچے وسائط بھی ہوئے کچھ دن وہ سمجھانے والے سمجھے جب کسی کی سمجھ نے کام نہ دیا آپ کی حیثیت ظاہری کی طرف رجوع ہو کر تھانہ بھون سے استعانت بالغیر کی گئی، اب کچھ دنوں آپ نے اس حیثیت ظاہری میں غور کیا اور نتیجہ یہ دیا کہ خاک نہ سمجھے۔

بے علم آدمی کہ تبین تعین کے لفظ سنے ہوئے ہو فتوائے مبارکہ کو دیکھ کر کہے گا یہ کیا ایسا دقیق ہے کہ دیوبندیوں میں کوئی نہ سمجھا ولہذا امر سوم میں یہ کچھ نا فہمیوں کی داد دی اور اس خط میں نہ سمجھنے کا آپ نے دو بار بار اقرار بھی کر دیا ایک یہ کہ:

”یہ اعتراض اب معلوم ہوا کہ آپ پر بہت دنوں سے کیا گیا ہے آپ نے یا آپ کے کسی معتقد نے اگر اس کا کوئی جواب تحریر فرمایا ہو تو مطلع فرمائیے“

آپ کو کیسے معلوم ہوا اس فتوے ہی سے تو معلوم ہوا پھر کیا اس میں خالی سوال تھا جواب نہ تھا جواب سمجھے ہی نہیں کہ مطلع فرمانا مانگ رہے ہیں دوسرے یہ صاف تر کہ:

”میرے جواب میں فتویٰ نقل فرمانا میری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ اس کا کیا

مطلب ہے“

خط بھر میں یہ قدی صدق صاف ہے اس بحث سوم میں یہ جو کچھ فقیر نے

لکھا اسی فتوے مبارکہ کی شرح ہے آپ اس لباس میں طالب تحقیق بنتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اب ضرور سمجھ جائیں گے۔

عشرین اخیر گزارش یہ ہے کہ ایک طالب تحقیق کو ہارجیت یا الزام سے کیا کام آپ بحیثیت باطنی اپنی عاقبت کی فکر کریں صراط مستقیم کی اس عبارت میں انصاف انصاف سے آپ کو کیا معلوم ہوتا ہے اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے یا نہیں اگر ہے اور متعین ہے تو آپ اسے کافر قطعی کہیے یا متبیین ہے تو بحکم فقہائے کرام کافر کہیے اور اصلاً توہین نہیں تو جو الفاظ ملعونہ اس نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع و اعلیٰ میں بکے، ان سے ہزاروں درجے ہلکے امتحان کیلئے ”کو کبہ شہابیہ شریف“ صفحہ ۳۳ میں ارشاد ہوئے ہیں وہ تمام الفاظ بے پھیر پھر صاف صاف اسماعیل دہلوی وقاسم نانوتوی ورشید احمد گنگوہی کی نسبت آپ خود چھاپیئے اور ان سب اور اثر علی تھا نوی کل کی نسبت مرتضیٰ حسن وغیرہ معتقدین سے نام بنام چھپوا دیجئے جس میں کسی طرح ان کے لکھنے سے انکار یا اعتذار کی بونہ پیدا ہو جس طرح صراط مستقیم میں محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نہایت کشادہ پیشانی سے لکھے۔

آپ تحقیق طلب ہیں تو کلیجے پر ہاتھ دھر کر دیکھئے کیا آپ وہ الفاظ ان اشخاص کی نسبت چھاپنا گوارا کریں گے اور ان کی توہین نہ سمجھیں گے ضرور ضرور سمجھیں گے پھر کیا ایمان ہے کہ چند انفار کی نسبت اتنے ہلکے الفاظ توہین ٹھہریں اور ان سے بدرجہا بدتر الفاظ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع میں توہین نہ قرار پائیں کیا اسی کا نام اسلام ہے کیا یہی غلامی سرکار سید الانام ہے؟۔

اللہ قادر مطلق ہدایت دے تو طالب تحقیق کو صرف اتنی ہی بات حق سمجھا دینے کے لئے کافی ہے کہ دہلوی کیسا تھا اور سارے دیوبندی کہ اس کی وہ کچھ دشنام شان رسالت میں سن کر دشنامی کو اپنا امام و پیشوا مان رہے ہیں کیسے ہیں لبئس المولیٰ و

لبس العشير والله مولينا فنعم المولى ونعم النصير .

تذیل جلیل الحمد للہ تھانوی صاحب آپ کو خط میں کوئی حرف جواب طلب نہ رہا آپ نے امام اہل سنت پر تہمت تناقض رکھی تھی اس کا بطلان تو آپ پر واضح ہو لیا اب میں آپ کو یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ تناقض کیسا ہوتا ہے تناقضوں کی بہار دیکھنی ہو تو جناب گنگوہی صاحب کا فتوے دیکھئے اہل گہلے ملیں گے میں ان میں سے صرف ایک مسئلہ میں ان کے تناقض گناؤں اور اس میں بڑا مقصود اور ہے، وہ کیا؟ وہ یہ کہ آپ تو اب طالب تحقیق بنتے ہیں کسی کی رو رعایت نہ کریں گے گنگوہی صاحب نے ایک فتوے میں تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وقاسم نانوتوی کو کفر سے بچا لیا ہے جہاں سائل نے صاف ان کے نام لکھ دیئے تھے لیکن گنگوہی کثیر فتوؤں نے ان کو اور نیز ان کے اور آپ کے پیرومرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب کو کافر مشرک ٹھہرایا ہے اور یہی گنگوہی صاحب نہ فقط گنگوہی صاحب سب دیوبندیہ نہ صرف دیوبندیہ سب وہابیہ کا اصل مذہب ہے۔



ملاحظہ ہو گنگوہی فتاویٰ کا

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وقاسم نانوتوی صاحب اور خود اپنے پیر جناب امداد اللہ صاحب کو کافر مشرک ٹھہرانا! ”فتاویٰ گنگوہی“ حصہ ۳ صفحہ ۱۵ میں سوال تھا:

”پڑھنا ان اشعار کا جن میں استعانت بغیر اللہ ہو کیسا ہے مثلاً یہ شعر ے
یا رسول اللہ انظر حالنا ☆ یا نبی اللہ اسمع قالنا
انسی فی بحرہم مغرق ☆ خذیدی سہل لنا اشکالنا
شاید اشعار مولینا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و مولینا محمد قاسم کے بھی متضمن
اشعار استمدادیہ ہیں پس یہ اشعار جائز ہیں یا شرک اور انکے مصنفوں
کے حق میں کیا کہا جائے ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے
انکے بحث کر نیوالے کو منکر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتاتے ہیں
مساجد اور خانقاہوں میں روبرو علماء و مشائخ کے پڑھے جاتے ہیں کوئی عالم
یا شیخ کہ بعض حضرات ان میں خوش عقیدہ و دیندار بھی ہوتے ہیں کچھ
تعرض نہیں کرتا۔ اھ ملخصاً“

سوال کے مضامین یاد رکھئے!

[۱] استعانت بغیر اللہ غیر خدا سے مدد مانگنا۔

[۲] ان اشعار میں یہ کہ یا رسول اللہ حضور ہمارے حال پر نظر فرمائیں یا
نبی اللہ حضور ہماری عرض سنیں ہماری دستگیری فرمائیں ہماری مشکلیں آسان فرمائیں۔
[۳] ان اشعار کا عام مجالس و مجالس میں پڑھنے کا رواج کثیر ہونا کسی عالم کا
انکار نہ کرنا۔

۲۴۶ عام مسلمین کا ان کو عین دین سمجھنا بحث کرنے والے کو رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منکر جاننا۔

اب گنگوہی جواب سنئے!

”ندا غیر اللہ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ انکو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے اشعار بزرگان فی حد ذاتہ نہ شرک نہ معصیت ہاں بوجہ موہم ہونیکے مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہ ایہام بھی ہے لہذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع نہ مؤلف پر طعن ہو سکتا ہے اور کراہت موہم ہونیکے بوجہ غلبہ محبت منجر ہو جاتی ہے مگر ایسی طرح پڑھنا کہ اندیشہ عوام کا ہو بندہ پسند نہیں کرتا گوا اسکو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا۔“

جواب کے احکام یاد رکھئے حکم اول ان اشعار میں خود نہ شرک نہ گناہ نہ ان کے مصنفوں پر کچھ طعن، حکم دوم ان کا پڑھنا منع نہیں، حکم سوم موہم ضرور ہیں اس سبب سے مجمع میں کراہت ہے مگر غلبہ محبت سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے، حکم چہارم ان سے عوام کو ضرر ہے اس لئے مجمع میں پڑھنا مجھے پسند نہیں مگر اس کو بھی معصیت نہیں کہہ سکتا۔ دیکھئے یہاں جو اپنوں کے نام اپنوں کے کام تھے کیا ہتھیار ڈالے ہیں کہ:

[۱] غیر خدا کو دفع مصیبت کیلئے پکارنا جیسا کہ اشعار سے واضح ہے۔

[۲] خود غیر خدا سے کہنا کہ: ہماری دستگیری کرو، ہماری مشکلیں آسان کرو،

شرک و کفر در کنار خود مکروہ تنزیہی بھی نہیں۔

[۳] صرف مجمع میں بخیاں عوام کراہت ہے اسے بھی غلبہ محبت کی خوبی

نے دبا دیا۔

[۴] اگرچہ رواج کی وہ کثرت اور بزم و ہابیہ فساد عقیدہ عوام کی وہ حالت

جو سائل نے لکھی کہ بحث کرنے والے کو کافر جانتے ہیں پھر بھی مجمع عوام میں پڑھنا معصیت تک نہیں ہو سکتا۔

اب اصل دلی فتاویٰ دیکھئے، تناقض ۱/ حصہ ۱/ صفحہ ۳۱:

”مشابہ بشرک ہے کہ غیر اللہ تعالیٰ سے طلب حاجات ہے معصیت سے خالی نہ ہوگا“

تناقض ۲/۱ ایضاً بعد چار ۴/۲ سطر:

”موہم الفاظ کا پڑھنا معصیت ہے“

تناقض ۳/۳ صفحہ ۳۲:

”اگر عالم الغیب و متصرف مستقل جانکر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے اور جو

یہ عقیدہ نہیں تو بھی ناجائز ہے“

تناقض ۴/۱ ایضاً بعد یک سطر:

”جو لفظ موہم معنی شرک ہو اسکا بولنا بھی ناروا ہے لقولہ تعالیٰ لا تقولوا

راعنا صحابہ کی نیت میں معنی فبیح نہ تھے مگر بسبب مشابہت اور موہم معنی فبیح

کے ممنوع ہو گئے پھر عوام اس سے شرک و گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں“

تناقض ۵/۵ صفحہ ۱۱۵:

”ندائے غیر بدون عقیدہ شرکیہ گناہ ہے“

اس فتوے میں براہ کمال چالاکی وہ الفاظ کہ ہماری دستگیری کرو ہماری مشکلیں

آسان کرواؤ اگر صرف ندائے غیر رکھی اور اسے بے عقیدہ شرکیہ خالص مباح بتایا اور

دل میں یہ کہ یوں بھی گناہ ہے۔

تناقض ۶/۶ صفحہ ۸۵:

”موہم شرک ہیں منع ہیں“

تناقض ۷/۷ حصہ ۳/۹ صفحہ ۹:

”درست نہیں کہ ظاہر اسکا موہم شرک کا ہے“

تناقض ۸/۸ صفحہ ۳۳/۳۴:

”ممنوع ست سم قائل بعوام سپردن ست کہ صد ہا مردم بفساد و عقیدہ شرکیہ

بتلا شونند و موجب ہلاکت ایشان گردو یہ مسلمانوں کو زہر قاتل دیتا وہاں
کیسے ٹھنڈے جی سے حلال کیا“

تناقض ۹/ پھر بھی یہاں تک تو یہی الفاظ تھے کہ معصیت سے خالی نہیں
معصیت ناجائز ناروا گناہ منع ہے درست نہیں کہ مکروہ تحریمی تک صادق آسکتے تھے
آگے چل کر خاص حرام ہو گیا، حصہ ۱/ صفحہ ۱۱۱:

”چونکہ بظاہر موہم شرک ہیں اس لیے پڑھنے والے انکے مجلس عوام میں
گنہگار ہوتے ہیں لہذا پڑھنا انکا حرام ہے“
تناقض ۱۰/ حصہ ۳/ ص ۱۸:

”وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہے“
طرفہ یہ کہ یہ اسی پہلے استفتاء کا دوبارہ جواب ہے یہاں جو جناب شاہ صاحب و
قاسم صاحب کے باعث ع

پتھر کے تلے دبا تھا دامن
آپ بادل نا خواستہ زبان چبا چبا کر ان کہی بولے سائل نہ سمجھا یا اس نے
براہ شرارت آپ کو چھیڑنے اور کچھ بلو اقبلا چھوڑنے کے لئے مکرر پوچھا تھا کہ:
”مجھکو بصراحت معلوم نہ ہوا کہ آپ نے کیا ارشاد کیا“

اس کا صفحہ ۱۸/ پر یہ جواب دیا کہ فساد عقیدہ عوام کا احتمال بھی ہو تو مجمع میں
پڑھنا فسق اور اوپر ایک ہی صفحہ پہلے اسی سوال کے جواب میں احتمال درکنار وہ کچھ
فساد موجود دیکھ کر بھی یہ تھا کہ:
”بندہ معصیت نہیں کر سکتا“

یعنی گناہ تو نہیں مگر فسق ضرور ہے، حافظہ نباشد۔
تناقض ۱۱/ اب حرام سے بھی اونچے چل کر بدعت و ضلال و اضلال لیتے
ہیں حصہ ۱/ صفحہ ۱۸:

”اگرچہ بتاویل صحیح شرک نہیں مگر منجر بشرک اور باعث فساد عقیدہ عوام

ہے تو یہ امر بھی بدعت و اضلال و گناہ سے خالی نہیں“

تناقض ۱۲ روہ تو خالی نہیں سے ہی چلتے ہیں آگے چل کر کھلتے ہیں اول گناہ میں بھی اتنا ہی کہا تھا کہ معصیت سے خالی نہ ہوگا رفتہ رفتہ حرام ہو گیا یہاں بھی دیکھئے درود تاج شریف میں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ”دافع البلاء“ کہا اس پر یہ غیظ ہے حصہ ۳/صفحہ ۳۴:

”ورد ساختن بدعت ضلالت ست“

سبحان اللہ یہ کہنا کہ: یا رسول اللہ حضور ہماری مشکلیں آسان فرمائیں مباح خالص اور یہ کہنا کہ حضور دافع البلاء ہیں بد دینی و گمراہی۔

تناقض ۱۳ اب بدعت سے بھی چڑھ کر خاص اندر کے دل کی کھلتی ہے شرک و کفر کی ڈھلتی ہے حصہ ۱/صفحہ ۹۳:

”صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کر دو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کے خواہ دور“

تناقض ۱۴/صفحہ ۱۳۰:

”اسطور دعا کرنا کہ اے صاحب قبر میرا کام کر دے یہ حرام اور شرک بالاتفاق ہے“

تناقض ۱۵/صفحہ ۳/صفحہ ۱۹:

”وہ استعانت جو کفر ہے وہ یہ ہے کہ تم میرا کام کر دو“

”سہل لنا اشکالنا“ میں یہی تو تھا مگر وہاں اپنوں کے نام سوال میں شامل

تھے وہ کفر حلال و مباح ہو گیا۔

تناقض ۱۶/حصہ ۳/صفحہ ۳۴ پر شاعر جو نعت اقدس میں لفظ صنم یا بت یا آشوب

ترک یافتہ عرب باندھتے ہیں اس کا سوال تھا، یہ لوگ نہ وہابی ہوتے ہیں نہ ان کے

اپنے لہذا یہاں گنگوہی جو لائیاں دیکھتے خود کہا کہ:
 ”یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا معنی حقیقیہ طاہرہ مردانہ نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی
 مقصود لیتا ہے مگر ایہام گستاخی سے خالی نہیں“
 اور آخر حکم یہ جڑا کہ:

”پس انکا بلکنا کفر“

ملاحظہ ہو وہی ایہام وہاں تھا وہی یہاں، وہاں تو مباح خالص تھا حتیٰ کہ عوام
 کی مجلسوں میں بھی اس کے پڑھنے کو معصیت کہنا بھی ناممکن تھا بلکہ غلبہ محبت نے
 کراہت تک کھودی تھی یہ یوں کہ اپنوں کا قدم درمیان تھا۔

یہاں وہی ایہام کا لفظ نہ پیش عوام بلکہ سرے سے کہنا ہی کفر ہو گیا غلبہ
 محبت نے بھی کام نہ دیا یوں کہ یہ نعت گو یوں کا معاملہ تھا غرض کفر و شرک و حرام سب
 اپنے گھر کے ہیں اسی بات پر اپنوں کو معصیت سے بھی بچا لیا اسی پر اوروں کے لئے
 معصیت چھوڑ کفر پھنسا دیا مگر قرآن عظیم سے نہ سنا کفار کم خیر من اولئکم ام
 لکم برائة فی الزبر ۵ کیا تمہارے کافر کچھ ان سے بھلے ہیں کہ ان پر جو حکم ہو ان
 پر نہ ہو یا تمہارے لیے کتابوں میں آزادی لکھی کہ تمہاروں کو کفر بھی حلال۔

آپنے دیکھا تناقص ایسے ہوتے ہیں اور وہ بھی غلطی سے نہیں بلکہ کمال بد
 دیانتی سے کہ اپنوں کی خاطر یقولون بافواہم مالیس فی قلوبہم۔

(۱۷) دیوبندیہ نے امام اہل سنت پر تو جتنا طوفان جوڑا تھا کہ اسمعیل کی نیت
 کا حال معلوم ہونے کا دعویٰ فرمایا گنگوہی صاحب کی دیکھتے صاف بتا رہے ہیں کہ
 نعت گو یوں کی نیت ہمیں معلوم ہے معنی حقیقی کہ کفر ہیں ان کے مراد نہیں مجازی مقصود
 ہیں پھر بھی حکم یہی ہے کہ کافر ہیں۔

(۱۸) تناقض وغیرہ تو بالائے طاق رہے گنگوہی فتوؤں پر حضرت شاہ ولی اللہ
 صاحب و جناب حاجی امداد اللہ صاحب اور گیارہوؤں کے ساتھ کے گھن قاسم نانوتوی

صاحب کے کفروں کی خبر لیجئے!

حضرت شاہ صاحب اپنے قصیدہ ”اطیب النغم“ کی شرح و ترجمہ میں لکھتے ہیں:
 ”فصل یازدہم در ابہتال بجناب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اے
 بہترین عطا کنندہ و اے بہترین کسیکہ امیدوار داشتہ شود برائے ازالہ مصیبت
 تو پناہ دہندہ منی از ہجوم مصیبت وقتے کہ خلاندرد دل بدترین چنگال“
 اسی میں ہے:

”ذکر بعض حوادث زمان کہ دران حوادث لا بدست از استمداد بروح
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“

یہی شاہ صاحب اپنے قصیدہ ہمزہ کی شرح و ترجمہ میں فرماتے ہیں:
 ”فصل ششم در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوٰات والتسلیمات ندا کنند
 زار و خوار شدہ بشکستگی دل و بہ پناہ گرفتن کہ اے رسول خدا عطاے ترا میخواستہم
 روز فیصل کردن و قتیکہ فرود آمد کا عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا
 بسوئے تست رو آوردن من بہ تست پناہ گرفتن من و در تست امیدداشتن من“
 یہ وہی دافع البلاء ہے جس کے سبب درود تاج پر وہ حکم چلا ہے اسی میں ہے:
 ”نیست ہیچ تشنہ کہ سوزش سینہ دارد دل وے مگر رجوع می کنند از عطاے
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسیرانی“

جناب حاجی امداد اللہ صاحب

کرور وئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی ○ مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ
 اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں ○ بس اب چاہو ہنسناؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ
 پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر ○ مری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ
 جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھوں ○ بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
 پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو ○ بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

نانو توئی صاحب ۛ

اگر جواب دیا بیکسوں کو تو نے بھی ۛ تو کوئی اتنا نہیں جو کرے کچھ استفسار
مدد کراے کرم احمدی کہ تیرے سوا ۛ نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
کرڈوں جرم کے آگے یہ نام کا اسلام ۛ کرے گایا نبی اللہ کیا مرے پہ پکار
نانو توئی صاحب اپنا اسلام برائے نام آخر تحذیر الناس میں کہہ چکے ہیں کہ:
”اس گنہگار کو جس کا اسلام برائے نام ہے دستگیری فرما کر ورطہ ہلاکت
سے نجات دیں“

یعنی قدی صدق یہ حضرات کہ حضور سے مانگ رہے ہیں حضور سے عرض کر
رہے ہیں کہ یوں کر دیجئے حضور کو عطا کنندہ و پناہ دہندہ وغیرہ وغیرہ کہہ رہے ہیں
گنگوہی فتوؤں پر ضرور کافر مشرک بالاتفاق ہوئے۔

(۱۹) پھر گنگوہی صاحب کہاں بچ کر جاتے ہیں یہ جناب حاجی صاحب
کے مرید اور حضرت شاہ صاحب کے غلام فتاویٰ گنگوہی حصہ دوم صفحہ ۱۸۲:
”بندہ خاندان حضرت شاہ ولی اللہ صاحب میں بیعت ہے اور اسی خاندان
کا شاگرد ہے“

معاذ اللہ کافروں مشرکوں کو پیر بنانے والا کب مسلمان رہ سکتا ہے۔

(۲۰) تذیل اجل آپ نے کہا تھا:

”ہم یہی سنتے آئے تھے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کا
امکان ذاتی بھی موجب تکفیر ہے“

اس کا بطلان تو آپ پر واضح ہو گیا ہاں آپ دیوبندیہ وہ امکان ذاتی بھی
مانتے ہیں جس کا ماننا قطعاً کفر ہے اسے بھی سن لیجئے کہ آپ تو اب طالب تحقیق بنتے
ہیں جس دلیل سے بھی اپنا اور دیوبندیوں کا کفر آپ پر واضح ہو جائے آپ ضرور
قبول فرمائیں گے۔

تمام دیوبندی بلکہ

سارے وہابی لاکھوں کروڑوں خداؤں کو پوجتے ہیں اور ان کا خدا جوف دار کھل ہے امام الطائفہ اسماعیل دہلوی نے معاذ اللہ باری عزوجل کا جھوٹا ہونا ممکن بنانے کے لئے دو ملعون دلیلیں گڑھیں جن کا نہایت قاہرہ ”سجن السبوح“ شریف میں ہے ان میں ایک یہ کہ آدمی تو جھوٹ پر قادر ہے خدا قادر نہ ہو تو آدمی کی قدرت اس سے بڑھ جائے۔

مولانا غلام دستگیر صاحب مرحوم نے اس پر نقض کیا کہ یوں تو تمہارے خدا کا چوری کرنا شراب پینا بھی ممکن ہو جائے کہ آدمی چور اور شرابی ہوتے ہیں خدا نہ ہو سکے تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہے، اس پر دیوبند کے بڑے معتمد مولوی محمود حسن دیوبندی صاحب نے ضمیمہ اخبار ”نظام الملک“ ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء میں صاف چھاپ دیا کہ:

”چوری شرابخوری جہل ظلم سے معارضہ کم فہمی۔ معلوم ہوتا ہے غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے“

یہ تو آنکھیں بند کر کے کہہ ہی بھاگے اور آپ تھانوی صاحب طاہری وغیرہ جس دیوبندی یا کسی قسم کے وہابی سے پوچھئے یہی کہے گا ورنہ اپنے امام الطائفہ کی دلیل کیسے بنائے گا کیا اسے گمراہ بددین ٹھہرائے گا کہ اس نے یہ کہہ کر اپنے معبود کو تمام ذلتوں، خوار یوں، فاحشہ عیبوں، گھنونی باتوں کے قابل بنا دیا ہے۔

اب ان کے خدا کا جوف دار کھل ہونا تو امکان شرابخواری سے طاہر انسان کا شراب پینا یہی ہے کہ باہر سے شراب اپنے جوف میں داخل کرے ان کا خدا اگر

کھل نہ ہوگا اس پر قادر نہ ہوگا تو قدرت انسان سے گھٹ رہے گا رہے کروڑوں خدا وہ یوں سمجھئے!

فرمایئے چوری کیا ہے پرانی ملک بے اس کی اجازت کے اس سے چھپا کر لے لینا کیا اپنی ملک کسی کے پاس سے لے لینے کو پکے پاگل کے سوا کوئی چوری کہہ سکتا ہے اور ہو بھی تو یہ صورت چوری ہوگی نہ حقیقت اور آدمی حقیقی چوری پر قادر ہے جس کا نفس وجود بے ملک غیر عقلاً ناممکن و نامتصور و محال بالذات کجمع الاضافات تو چند باتیں قطعاً ثابت ہوئیں:

(۱) بعض اشیاء خدا کی ملک سے خارج اور دوسرے کی ملک مستقل ہوں جب تو چوری کر سکے گا۔

(۲) وہ دوسرا مستقل خدا ہو کہ اگر تقریر ”تخذیر الناس“ کے طور کا خدا بالعرض ہو تو مالک بھی بالعرض ہوگا اور اس چیز کا بھی مالک بالذات پھر اللہ واحد قہار رہے گا اور چوری ناممکن ہوگی۔

(۳) جب وہ دوسرا مستقل خدا ہے تو ازلی ابدی ہوگا یہ نہیں کہ امکان سرکہ کے لیے اس کا امکان کفایت کرے اور بالفعل موجود نہ ہو کہ خدا کا وجود واجب ہونا لازم نہ کہ محض ممکن۔

(۴) انسان لاکھوں کروڑوں اشخاص کی چوری کر سکتا ہے خدا اگر ایک ہی کی چوری کر سکے زیادہ پر قادر نہ ہو تو انسانی قدرت سے پھر گھٹ رہے۔

لہذا واجب کہ لاکھوں کروڑوں ازلی ابدی خدا موجود واجب الوجود ہوں تو قطعاً ثابت ہوا کہ دیوبندیہ وہابیہ کروڑوں خداؤں کے پجاری ہیں۔

ہے تھانوی وغیرہ کسی دیوبندی یا وہابی میں دم کہ اس کا جواب لاسکے یا اپنے کروڑوں خدا میں سے ایک بھی گھٹا سکے کذلک العذاب ولعذاب الآخرة اکبر لو کانوا یعلمون ۵۔

الحمد لله اولاً و آخراً جناب تھانوی صاحب یہ اسی ۸۰ رجبال ہیں تیس ۳۰ رجث اول دس ۱۰ اردوم بیس ۲۰ ربیس ۲۰ رسوم و تذییل میں اگر حسب عادت رسالہ واپس دیا یا سکتا یسکتا سکوتا کی گردان بھانی فیہا حق۔

بمجد اللہ تعالیٰ ظاہر ہو گیا ورنہ بخوشی اجازت ہے کہ تمام اصاغروا کا بروز و اذنا بل کر جھولیں اور ہم یہ بھی قید نہیں لگاتے کہ آپ خود کاتب بنیں یا ساری پارٹی کہ یقیناً سر جوڑ کر بیٹھے گی دستخط کرے نہیں جواب جس نام سے چاہئے ہو مگر آپ کی فقط تصدیق ہو تصدیق بھی نہ سہی اتنا ہی لکھ دیں کہ ہم نے دیکھا امور ذیل کا لحاظ ضرور ہے:

(۱) آپ جواب جب چاہیں دیں اتنا بغور وصول ایک کارڈ پر لکھ بھیجیں کہ جواب مہینے دو ۲ مہینے سال دو سال اتنے دنوں میں آئے گا یا یہی کہ جواب نہ دیا جائے گا کہ انتظار نہ ہو یہ کارڈ تیسرے چوتھے دن آسکتا ہے ان دو حرفوں کے لکھنے میں آپ کو کیا گھنٹہ لگتا ہے مگر مجھے تو آپ کی خاطر منظور آپ پر نرمی مقصود لہذا اس خیال سے کہ اتنی بات لکھنے کے لئے بھی شاید ساری پارٹی سے مشوروں کی ضرورت ہو میں ساتویں بلکہ دسویں دن تک انتظار کروں گا اگر یہ دو حرفی کارڈ نہ آیا تو اس کے معنی یہی سمجھے جائیں گے کہ حسب عادت عار سکوت اختیار فرمائی۔

(۲) یہ جواب خط دوم کی طرح افتراءات و انکار حسیات کی مثل مکابرات پر مشتمل نہ ہو ورنہ ہمیں وقت ضائع کرنا نہیں وہ افتراءات و مکابرات چھانٹ کر آپ کو بھیج دینا ہی کافی جواب ہوگا۔

(۳) اسی ۸۰ نمبروں کا جواب جدا جدا ہو جتنے نمبروں کو حق سمجھئے تصریحاً ان کی تسلیم لکھ دیجئے ورنہ اگر عاجزوں کے داب قدیم کی طرح بعض باتوں پر کچھ لب کشائی اور باقی کو پشت نمائی تو جن نمبروں کا جواب نہ ملے گا پہلے سے کہہ دیتا ہوں وہ آپ کے تسلیم شدہ ٹھہریں گے اور ان سے اسی طرح احتجاج کیا جائے گا جیسے آپ

صراحةً تسلیم لکھ دیتے واللہ یهدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم وحسبنا
 اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم وصلى اللہ
 تعالیٰ وسلم وبارک علیٰ ناصرنا ومولینا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ و
 حزبہ اجمعین امین والحمد لله رب العلمین.

فقیر مصطفیٰ رضا قادری برکاتی

۱۸ صفر المظفر ۱۴۳۷ھ

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ